Al-Marjān Research Journal
Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan
HJRS
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

# A Research Review of the Scholarly and Intellectual Contributions of Ḥāfiẓ ʿAbdullāh Muḥaddith Rūprī

# حافظ عبداللہ محدث روپڑی کے علمی وفکری خدمات کا تحقیقی جائزہ

## Authors Details

**1. Ahsan Aslam (Corresponding Author)**
M Phill Scholar, Institute of Islamic Studies, University of Punjab, Lahore, Pakistan
ahsanaslam0803@gmail.com

**2. Amina Nisar**
Ph.D. Scholar, School of Language, Civilization and Philosophy, Universiti Utara Malaysia

**3. Hafiz Abdullah**
BS Scholar, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore, Pakistan

## Citation

Aslam, Ahsan and Amina Nisar and Hafiz Abdullah " A Research Review of the Scholarly and Intellectual Contributions of Ḥāfiẓ ʿAbdullāh Muḥaddith Rūprī."Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 398− 428.

## Submission Timeline

**Received:** Sep 19, 2024
**Revised:** Oct 09, 2024
**Accepted:** Now 01, 2024
**Published Online:** Nov 12, 2024

## Publication, Copyright & Licensing

Article QR

**Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.**

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

# A Research Review of the Scholarly and Intellectual Contributions of Ḥāfiẓ ʿAbdullāh Muḥaddith Rūprī

# حافظ عبداللہ محدث روپڑی کے علمی وفکری خدمات کا تحقیقی جائزہ

*احسان اسلم * آمنہ نثار * حافظ عبداللہ


## Abstract

Ḥāfiẓ ʿAbdullāh Muḥaddith Rūprī was a distinguished Islamic scholar whose life was dedicated to education, teaching, and literary pursuits. He excelled in various fields, including Hadith, Tafsīr, literature, logic, philosophy, and other advanced sciences, contributing significantly to Islamic scholarship. As a teacher in his madrasa, he imparted knowledge with exceptional clarity and depth. Alongside teaching, he served as a mufti, issuing Islamic legal rulings based on his profound understanding of the Qurʾān, Hadith, and jurisprudence of the imams. Ḥāfiẓ ʿAbdullāh was also a prolific author, addressing academic and ideological issues with a style that was simple, logical, and relatable to the general public. Although 50 of his works are known, his total literary contributions are believed to be much greater. Unfortunately, a significant portion of his library and unpublished manuscripts were lost during the tragic Sikh attack on the Jama Masjid in Amritsar on August 15, 1947, which also resulted in the martyrdom of his family members. This paper provides a detailed review of his surviving works, highlighting his intellectual and scholarly contributions to Islamic thought.


**Keywords:** Ḥāfiẓ ʿAbdullāh Rūprī, Islamic Scholarship, Literary Works, Hadith Studies, Tafsīr.

## تعارف موضوع

حافظ عبداللہ محدث روپڑی برصغیر پاک وہند کے چودھویں صدی ہجری کے جلیل القدر علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے مفسر قرآن، محدث زمان، مجتہد العصر، عظیم مدرس اور نامور مفتی اسلام کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ علم حدیث میں غیر معمولی مہارت اور خدمات کی بدولت آپ کو "محدث روپڑی" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی پوری زندگی تعلیم وتدریس، فتویٰ نویسی اور تصنیف وتالیف میں گزری۔ آپ نے تقریر ووعظ کے ساتھ ساتھ تدریس کے شعبے میں نمایاں خدمات انجام دیں اور اپنے مدرسہ میں علم حدیث، تفسیر، ادب، تاریخ، منطق، فلسفہ، اور دیگر علوم عالیہ وآلیہ کی تدریس فرمائی۔ آپ نے قرآن وحدیث اور فقہ میں گہرے علمی ادراک کی بنیاد پر ایک ممتاز مفتی کے طور پر بھی اپنی


* ایم فل اسکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

* پی ایچ ڈی اسکالر، اسکول آف لینگوئج، سیولائزیشن اینڈ فلاسفی، یونیورسٹی اتارا، ملائشیا۔

* بی ایس اسکالر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

خدمات پیش کیں۔ تصنیف و تالیف کے میدان میں آپ ایک کامیاب مصنف تھے۔ آپ کی تحریریں علمی و اعتقادی موضوعات پر مشتمل ہیں، جن میں سادہ، عام فہم اور مدلل انداز بیان آپ کی تحریروں کا خاصہ ہے۔ آپ کی معروف تصانیف کی تعداد پچاس کے قریب ہے، لیکن حقیقت میں آپ کا علمی سرمایہ اس سے کہیں زیادہ تھا۔ بدقسمتی سے، 15 اگست 1947ء کو جامع مسجد مبارک، امرتسر میں سکھوں کے حملے کے دوران آپ کا قیمتی کتب خانہ جلا دیا گیا، اور کئی نایاب مسودات ضائع ہو گئے۔ اس مضمون میں آپ کی دستیاب تصانیف اور خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

**مبحث اول: محدث روپڑی کا مختصر تعارف**

حافظ عبداللہ محدث 1304ھ / 1887ء موضع کمیر پور تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ قرآن ناظرہ پڑھنے کے بعد لکھنو کے ضلع فیروزپور میں مولانا عبدالقادر سے صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور پھر کمیر پور واپس آکر امرتسر مدرسہ غزنویہ میں قرآن مجید حفظ کیا اور نحو تا شرح جامی اور منطق تا قطبی مولوی معصوم علی سے پڑھیں۔ فقہ اور فلسفہ کی بعض کتابیں مدرسہ نعمانیہ اَمرتسر میں قراءت کیں۔ تفسیر و حدیث امام عبدالجبار غزنوی سے اور حدیث کی بعض کتابیں مولوی عبدالاول غزنوی سے پڑھیں پھر دہلی جاکر حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری سے منطق اور فلسفہ کی تعلیم مکمل کی۔ مدرسہ عالیہ رام پور سے مولوی فاضل اور درس نظامی پر دو اَسانید فضیلت حاصل کیں۔ وہاں پر مولوی فضل حق رام پوری اور مولوی محمد امین پشاوری سے منطق و فلسفہ میں اکتساب فیض کیا۔ 1914ء میں فراغت پاکر واپس ہوئے۔ علامہ مولانا محمد حسین بٹالوی کے ایماء اور جماعت اہلحدیث روپڑ ضلع اَنبالہ کی دعوت پر روپڑ میں قیام فرمایا۔ 1916ء کو روپڑ میں دار العلوم عربیہ اسلامیہ کے نام سے ایک مدرسہ جاری کیا۔ حافظ صاحب نے صرف تدریس پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمہ جہت جماعتی ذمہ داریوں کو اَدا کرتے رہے۔ حافظ صاحب نے تصنیف و تالیف کے میدان میں حصّہ لیا اور مقلدین اور اہل بدعت کی تردید میں متعدد کتابیں تالیف کیں جن کی تعداد 44 ہے۔ آپ 1384ھ / 1964ء کو لاہور میں فوت ہوئے۔ علم و فضل کے اس آفتاب کو گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

**مبحث دوم: مصنفات و مولفات**

**ا۔ درایت تفسیری:**

اصول تفسیر کے موضوع پر محدث روپڑیؒ کی یہ ایک اہم اور بے مثال تالیف ہے جو (36×23) /16 سائز کے 134 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ محدث روپڑیؒ کی تعلیمی دور سے فراغت کے بعد پہلی تصنیف ہے۔ اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے مینجر اخبار "تنظیم اہلحدیث" روپڑ ضلع انبالہ لکھتے ہیں: "آج کل خصوصیت کے ساتھ کچھ ایسی آزادی ہو گئی ہے۔ کہ ہر فرقہ قرآن مجید سے استدلال کرتا ہے اور توڑ مروڑ کر اپنے موافق کرلیتا ہے۔ اس رسالہ میں بتلایا گیا ہے کہ کن اصولوں پر تفسیر کرنی چاہئے اور صحیح تفسیر کون سی ہو گی؟" اس کتاب کی وجہ تالیف محدث روپڑیؒ نے اس کے مقدمہ میں یوں بیان کی ہے! مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) نے بعنوان "اجتہاد و تقلید" ایک رسالہ لکھا ہے اس میں انہوں نے نصاب اجتہاد اور نصاب تفسیر پر بحث کی ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن مجید کا سمجھنا صرف عربی زبان جاننے پر موقوف ہے یعنی نصاب تفسیر علوم عربیہ ہیں اور اس کے ثبوت کے طور پر عربی زبان میں ایک تفسیر لکھی ہے جو 'تفسیر القرآن بکلام الرحمن' کے نام سے مشہور

ہے۔ اس میں انہوں نے علوم عربیہ (محاورہ عرب) کی بنیاد پر اکثر معجزات اور خرق عادات کا انکار کیا ہے اور فرق ضالہ (معتزلہ، جہمیہ، نیچریہ وغیرہ) کی موافقت کی ہے۔ محدث روپڑیؒ فرماتے ہیں:"مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ رسالہ اجتہاد و تقلید میری نظر سے گذرا۔ میں اسی وقت اس پر بحث کرنا چاہتا تھا لیکن عاجز کا درس نظامی اسوقت پورا نہیں ہوا تھا۔ اور مولوی فاضل کے امتحان کا بھی خیال تھا۔ لہذا اپنے ارادے میں ناکام رہا۔ اس سال بفضل خدا دونوں سے فراغت پائی۔ سو اب خاکسار اپنا مافی الضمیر ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔"[1]

**۲۔ اہل سنت کی تعریف:**

محدث روپڑیؒ کی یہ ایک منفرد اور اعلیٰ کتاب ہے جو (23×36)/16 سائز کے 413 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں اہل سنت کی تعریف کے متعلق علماء کے مضامین، جو اخبار اہل حدیث (امرتسر) میں شائع ہوئے، درج کرکے بڑی بحث کے بعد صحیح تعریف بتلائی گئی ہے۔ جس سے حسب ذیل باتوں کا فیصلہ ہو سکتا ہے: 1۔ رفتار زمانہ سے جب کسی مذہب کے ماننے والوں میں اختلاف پڑ جائے تو اصل حالت پر قائم رہنے والے مذہب کا کیا معیار ہے؟ یعنی کس طرح معلوم ہو کہ فلاں فرقہ اصلی حالت پر قائم ہے۔ 2۔ صحابہ رضی اللہ عنھم پر اہل سنت کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ 3۔ لقب اہل سنت کا مآخذ کیا ہے؟ یعنی کس آیت اور حدیث کی بنا پر یہ لقب اختیار کیا گیا ہے؟ ان باتوں کے علاوہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسائل اتباع سلف و تقلید سلفی و شخصی وغیرہ کے متعلق پوری بحث ہے۔ چنانچہ محدث روپڑیؒ لکھتے ہیں:"چونکہ ہر فرقہ اسلامی اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسروں کو گمراہ بتلاتا ہے اس بنا پر اخبار اہل حدیث میں پینتیس روپے کا انعامی سوال اٹھایا گیا کہ اہل سنت کی صحیح تعریف کیا ہے؟ تاکہ اہل سنت اور غیر اہل سنت میں امتیاز ہو کر معلوم ہو جائے کہ درحقیقت کون اہل سنت ہے اور کون نہیں ہے؟ اس کے جواب میں علما نے مختلف تعریفیں کیں جن کا سلسلہ 1337ھ میں اخبار اہل حدیث کی جلد نمبر 16 کے نمبر اول سے شروع ہو کر نمبر 35 پر ختم ہوا۔"[2] بطور نمونہ اہلسنت و الجماعت کی ایک جامع ومانع تعریف یہاں ذکر کی جاتی ہے۔ مولوی عبد الجبار صاحب مدرس مدرسہ اشاعۃ القرآن والحدیث موضع کھنڈیلہ لکھتے ہیں:"لقب اہل سنت وجماعت تین لفظوں سے مرکب ہے۔ اہل کا ترجمہ والا: جیسے اہل عزت: عزت والا، سنت کا معنی طریقہ رسول اللہ ۔ یہ لفظ مشہور ہے۔ جماعت کا معنی گروہ۔ گروہ سے مراد وہ گروہ ہے جو سنت کے ساتھ تھا۔ یعنی جب طریقہ رسول قائم ہوا، اس وقت کا گروہ۔ اور ظاہر ہے کہ اس وقت گروہ اصحاب رسول کا تھا اور مرکب لفظ اہل سنت والجماعۃ کے معنی ہوئے طریقہ رسول اللہ اور طریقہ صحابہ والا۔" اصطلاحی تعریف: سو واضح ہو کہ اہلسنت وجماعت وہ گروہ ہے جس کا عمل و عقیدہ موافق سنت و سلف امت (صحابہ) کے ہے۔ وہ فرقہ اہل سنت وجماعت ہے، وگرنہ میں اور آپ اسی تعریف کو ان الفاظ سے بھی بیان کرسکتے ہیں۔ اہل سنت وجماعت وہ گروہ ہے جو بلا قید شخصیت کے

---

(1) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Daryāt Tafsīrī* (Amritsar: Maṭbaʿ-i Sṭīm Preś, n.d.), 5-11.
(2) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Ahl-i Sunnat kī Taʿrīf* (Fatehpur, Delhi: Markanṭāyl Parnṭing Preś, n.d.), 8.

سنت رسول اللہ وعقائد وعملیات صحابہ رسول اللہ کو ماننے والا اور ان کے خلاف عقائد وعملیات سے اپنے آپ کو بچانے والا ہے۔"[3] ان سینتیس تعریفات اہل سنت کے بعد محدث روپڑیؒ نے صفحہ 114 سے صفحہ 413 تک "تعریفات اہل سنت پر فیصلہ" کے عنوان کے تحت خوب مدلل مفصل بحث کی ہے جو آپ کے عالمانہ فہم وفراست اور تفقہ فی الدین کی بین دلیل ہے۔ زمانہ طباعت: اس کتاب پر سن طباعت مندرج نہیں البتہ آپ کی تالیف "اہل حدیث کی تعریف" (جو کہ 1926ء کی مطبوعہ ہے) کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ یہ اس سے پہلے کی مطبوعہ ہے اور اس کے بعد آج تک طبع نہیں ہوئی۔

### ۳۔ اہل حدیث کی تعریف:

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ جو کہ 1345ھ مطابق 1926ء کا مطبوعہ ہے، یہ 150 صفحات پر مشتمل ہے جبکہ اس کا دوسرا حصہ 240 صفحات پر محیط ہے۔ اہل حدیث کی تعریف کے متعلق علماء کے جو مضامین اخبار "اہلحدیث" (امرتسر) میں شائع ہوئے تھے، انہیں اس کتاب میں درج کرکے بڑی بحث کے بعد اہل حدیث کی صحیح تعریف بتلائی گئی ہے، جس سے حسب ذیل باتوں کا آسانی سے فیصلہ ہوسکتا ہے: 1۔ اہلحدیث اور اہل سنت میں کیا نسبت ہے؟ 2۔ ائمہ اربعہ اہل حدیث تھے یا نہیں۔ 3۔ اہل حدیث فرقہ نیا ہے یا پرانا؟ 4۔ ان کا نام اہل حدیث کیوں ہوا؟ کس آیت یا حدیث کی بناپر یہ نام رکھا گیا؟ اس کے علاوہ مولوی ارشاد حسین رامپوری کی کتاب "انتصار الحق" کا مجمل اور جناب اشرف علی تھانوی صاحب کے رسالہ "الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد" کا مفصل جواب ہے۔ محدث روپڑیؒ اس کتاب کی وجہ تالیف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسی جلد (16) کے نمبر (40) مورخہ 9/ ذی الحجۃ 1337ھ مطابق 5 ستمبر 1919ء میں تعریف اہل حدیث کی تحریک شروع کی اور صحیح تعریف لکھنے والے کے لئے دس روپیہ انعام کا اعلان کیا۔ علماء نے اس پر بھی لبیک کہہ کر تعریفیں لکھنی شروع کردیں۔ ان کا سلسلہ جلد 16 کے نمبر 43 مورخہ 30 ذی الحجۃ 1337ھ مطابق 26/ ستمبر 1919ء سے شروع ہوکر جلد نمبر 17 کے نمبر 13 مورخہ 14/ جمادی الاول 1337ھ مطابق 6/ فروری 1919ء پر ختم ہوا۔" محدث روپڑیؒ نے اس کتاب کی جلد اول کے ص 4 سے ص 40 تک ان 21 تعریفات کا اندراج کیا ہے جو اخبار اہل حدیث، امرتسر میں شمارہ نمبر 43 جلد 16 سے جلد 17 کے شمارہ نمبر 13 تک شائع ہوئیں۔ بعد ازاں "تعریفات اہل حدیث پر فیصلہ" کے عنوان سے صفحہ 40 سے 150 پر مدلل مفصل بحث کرتے ہوئے پہلی جلد مکمل کی ہے۔ "تعریف اہل حدیث" (حصہ دوم) اسی سائز کے 240 صفحات پر مشتمل ہے اور یہ 10 اکتوبر 1933ء کی مطبوعہ ہے۔ اس میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب 'الاقتصاد فی التقلید والاجتھاد' کا مفصل جواب، اہم معلومات کا ذخیرہ، تقلید کی تمام شاخوں پر بحث اور نئے سوال وجواب درج ہیں۔

چنانچہ محدث روپڑیؒ اس کی جلد دوم کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

---

(3) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Ahl-i Sunnat kī Taʿrīf* (Fatehpur, Delhi: Markanṭāyl Parnṭing Preś, n.d.), 106-107.

”اس سے پہلے اس رسالہ کا ایک حصہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے، اس میں اہل حدیث کی اکیس تعریفیں درج ہیں جو اخبار اہل حدیث میں شائع ہوئی تھیں، پھر فیصلہ لکھا گیا ہے۔ یعنی بتلایا گیا ہے کہ ان میں سے کون سی تعریف صحیح ہے اور کون سی غیر صحیح؟ اس فیصلہ کے ضمن میں چند بحثیں ہیں: ایک یہ کہ اہل حدیث ایک خاص فرقہ کا نام ہے اور اہل سنت کئی فرقوں پر مشتمل ہے جن میں سے اصل اہل حدیث ہیں۔ ایک یہ کہ ٹھیٹھ اسلام کیا ہے؟ اور ٹھیٹھ اسلام پر آج کون سا فرقہ قائم ہے۔ ایک یہ کہ اہل حدیث کب سے ہیں؟ اور ہر زمانہ میں کون کون سے علماء اہل حدیث گزرے ہیں؟ ان میں سے چند کے نام حوالہ کتاب وغیرہ۔ اخیر میں تقلید کی تردید ہے۔“[4]

**۴۔ ضمیمہ تعریف اہل حدیث:**

اس کتاب کے آخر میں آٹھ صفحات پر مشتمل ”قول صحابی کی حجیت“ قول صحابی کے بارے ایک ضمیمہ بھی لکھا گیا ہے، جس میں مولوی امین کے تین سوالات کے تین جوابات تحریر کئے گئے ہیں۔ نیز محدث روپڑیؒ اور مولوی امین کے مابین خط وکتابت کے بعد کی صورت حال کا تذکرہ بھی بحوالہ پرچہ اہل حدیث 10 / ذیقعدہ 1345ھ مطابق 13 / مئی 1937ء ذکر کر دیا گیا ہے۔[5]

**۵۔ اہل حدیث کے امتیازی مسائل:**

محدث روپڑیؒ کی یہ بہت اہم تصنیف ہے اور یہ کتاب (23×36)/16 سائز کے 116 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن 1343ھ مطابق 1925ء میں شائع ہوا تھا جبکہ میرے سامنے اس کا دوسرا ایڈیشن ہے جو کہ رجب 1392ھ مطابق اگست 1972ء کا شائع شدہ ہے اور یہ ”فہرست مضامین“ اور ”پیش لفظ“ سمیت 116 صفحات پر حاوی ہے۔ اس کا پیش لفظ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مرحوم نے رقم فرمایا ہے۔ جن پندرہ مسائل پر اس رسالہ میں بحث کی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

| | | | |
|---|---|---|---|
| 1 | ظہر کا وقت ایک مثل تک | 2 | وضو کے بعد شرم گاہ کو چھونا |
| 3 | وضو کے بعد عورت کو چھونا | 4 | چوتھائی سر کا مسح |
| 5 | وضو کے شروع میں بسم اللہ | 6 | نماز میں پکار کر بسم اللہ پڑھنا |
| 7 | فاتحہ خلف الامام | 8 | رفع الیدین |
| 9 | آمین بالجہر | 10 | نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا |

(4) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Ahl-i Ḥadīth kī Taʿrīf* (Rūpar, District Ambālah: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1933), 2:1.
(5) Muḥaddith Rūparī, *Ahl-i Ḥadīth kī Taʿrīf*,4

| | | | |
|---|---|---|---|
| 11 | آخری التحیات میں چوتڑوں پر بیٹھنا | 12 | جلسہ استراحت |
| 13 | فجر کی سنتوں کا فرضوں کے بعد پڑھنا | 14 | وتر کتنے پڑھنے چاہئیں اور کس طرح پڑھنے چاہئیں؟ |
| 15 | نماز میں دعاء قنوت | | |

**۶۔ مجھے مذہب اہل حدیث کیوں پیارا ہے؟**

محدث روپڑیؒ کی تالیفات میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ لیکن یہ کتاب بازار میں دستیاب نہیں ہے۔ اس کے وجود کا علم صرف مینجر اخبار "تنظیم اہلحدیث" روپڑ ضلع انبالہ کے مندرجہ ذیل تعارف و تبصرہ سے ہوتا ہے، آپ لکھتے ہیں: "مجھے مذہب اہل حدیث کیوں پیارا ہے؟" اس مضمون کی موجودہ وقت میں جو ضرورت تھی وہ محتاج بیان نہیں۔ مذہب کی جانچ پڑتال کے طریقے بیان کرتے ہوئے، ان سے مذہب اہل حدیث کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ جس سے مذہب اہل حدیث کے اصول اور خیالات کی خوبی واضح ہو جاتی ہے۔ مخالفین نے جو الزامات اہل حدیث پر عائد کر رکھے ہیں، ان کا اس سے کافی حد تک ازالہ ہو جاتا ہے۔"(6)

**۷۔ فتاویٰ اہل حدیث:**

محدث روپڑیؒ کی یہ ایک ضخیم تالیف ہے جو پہلے دو جلدوں میں شائع ہوئی تھی اور دوسرا ایڈیشن (26×20)/8 سائز کی تین جلدں پر مشتمل ہے۔ جلد اول کے 348، جلد دوم کے 592 اور جلد سوم کے 503 صفحات ہیں۔ صفحات کی مجموعی تعداد 1443 ہے۔ پہلی جلد 25/ ذیقعدہ 1392ھ مطابق یکم جنوری 1973ء کو، دوسری جلد 7/ ذوالحجہ 1393ھ مطابق یکم جنوری 1974ء کو اور تیسری جلد 20/ رجب 1397ھ مطابق 8/ جولائی 1977ء کو شائع ہوئی۔

اس قیمتی سرمایہ کو اصل محفوظ کرنے والے تو مولانا عبدالجبار ملک پوری (روپڑی) تھے لیکن وہ اسے مکمل ترتیب نہ دے سکے جبکہ موجودہ فتاویٰ کے مؤلف حضرت العلام محدث روپڑی کے شاگرد رشید مولانا مفتی ابوالسلام محمد صدیق بن عبدالعزیز فیروزپوریؒ ہیں۔ یہ محدث روپڑیؒ کے وہ شاگرد ہیں جو زندگی بھر تحریکی اور تنظیمی مہمات میں محدث روپڑیؒ کے دست راست رہے اور علم میراث میں آپ کے جانشین ثابت ہوئے۔ مولانا محمد صدیق سرگودھویؒ جو کہ خود بھی کئی کتابوں کے مصنف ہیں اور انہوں نے اپنی زندگی میں "ادارہ احیاء السنۃ النبویہ" کے نام سے ایک دینی اشاعتی ادارہ بھی قائم کیا۔ یہ کتاب اسی ادارہ کے تحت زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی۔

**۸۔ فتاویٰ کے مضامین:**

آپ کا یہ فتاویٰ دین و دنیا کے ہر قسم کے مسائل پر مبنی ہیں اور اس کے چیدہ چیدہ عنوانات حسب ذیل ہیں: "کتاب الایمان، مودودی مسلک، مذہب اہل حدیث، اہل حدیث کا مسلک، عقیدہ کے متفرق مسائل، مسئلہ تقدیر، تعویذات، کتاب الطہارت، ستر کا بیان، مساجد کا بیان۔"(7) اور

(6) Muḥaddith Rūparī, *Ahl-i Ḥadīth kī Taʿrīf*, 240.

(7) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Fatāwā-yi Ahl-i Ḥadīth* (Sargodha: Idārah-yi Aḥyāʾ-i Sunnah-yi Nabawīyah, 1973), 1:3-9.

دوسری جلد میں حسب ذیل عنوانات ہیں:"مساجد کا بیان، کتاب الصلوٰۃ، اوقات نماز، مکروہ اوقات، اذان کا بیان، ستر کا بیان، قراءت کا بیان، امامت کا بیان، مسبوق کا بیان، قصر کا بیان، سہو کا بیان، تہجد، وتر اور تراویح کا بیان، جمعہ کا بیان، نماز عیدین کا بیان، سورج، چاند گرہن کی نماز کا بیان، صدقہ فطر، قربانی کا بیان، جنازہ کا بیان، زکوٰۃ کا بیان، روزہ کا بیان، اعتکاف کا بیان، حج کا بیان، عمرہ کے اوقات۔"[8] اور فتاویٰ کی تیسری جلد کے بڑے بڑے عنوانات حسب ذیل ہیں:"تجارت کا بیان، کسب کا بیان، اجرت کا بیان، سود کا بیان، ہبہ کا بیان، وقف کا بیان، مزارعت کا بیان، رہن کا بیان، وراثت کا بیان، وصیت کا بیان، نکاح کا بیان، ولی کا بیان، رضاعت کا بیان، نکاح کے متفرق مسائل: مہر کا بیان، عشرۃ النساء کا بیان، پردہ کا بیان، طلاق کا بیان، عدت کا بیان، قسم کا بیان، نذر کا بیان، عقیقہ کا بیان، حلال وحرام کا بیان، حجامت کا بیان، تصاویر کا بیان، معالجہ کا بیان، ذبح کا بیان، مصافحہ کا بیان، ضبط تولید کا بیان، یتیموں کا بیان، امارت کا بیان، متفرق علمی مسائل۔"[9]

**۹۔ ردِبدعات:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (20×30)/16 کے 49 صفحات پر مشتمل ہے اور یہ بدعات کی تفصیل اور ان کے رد کے موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے۔ یہ کتاب پہلی دفعہ محدث روپڑیؒ کی زندگی میں 1347ھ مطابق 1929ء میں طبع ہوئی تھی۔ اس میں بدعات مروجہ کے متعلق اکیس سوالات، پھر ہر ایک کا نمبر وار جواب دیا گیا ہے۔ مثلاً میت کو دفن کرنے کے بعد چالیس قدم پر دعا کرنا، میت کے گھر فاتحہ خوانی کے لئے جمع ہونا، مسئلہ توسل، ذکر لا الہ الا اللہ اور ختم انبیاء، اذان میں محمد کے نام پر انگوٹھے چومنا، ظہر احتیاطی، انگریزی بال، داڑھی منڈانا، گیارہویں، کھانے پر ختم وغیرہ۔ نیز سماع موتی اور اس سلسلہ میں ائمہ احناف قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفیؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، شیخ علی تقیؒ، آفندیؒ، اور شاہ ولیؒ اللہ وغیرہ کے فتاویٰ وغیرہ مذکور ہیں۔ علاوہ ازیں حدیث قرن الشیطان اور اہل نجد کے ذکر کو زیر بحث لایا گیا ہے۔[10] محدث روپڑیؒ قبروں پر قبے بنانے کی کراہت کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کا قول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں رد المختار جلد اول ص 662 میں ہے:

" عن أبی حنیفة یکره أن یبنی علیه بناء من بیت أوقبة أونحو ذٰلک لما روی جابر نہی رسول اللہ عن تجصیص القبوروأن یکتب علیها وأن یبنی علیها۔ رواه مسلم وغیره۔انتهی۔

"یعنی امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قبروں پر کسی عمارت، مکان، یا قبہ وغیرہ کی قسم سے بنانا مکروہ ہے کیونکہ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے قبروں کو چونا گچ کرنے سے اور ان پر لکھنے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے، روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے۔"[11]

---

(8) Muḥaddith Rūparī, *Fatāwā-yi Ahl-i Ḥadīth*, 2:1-10.

(9) Muḥaddith Rūparī, *Fatāwā-yi Ahl-i Ḥadīth* , 3:3-14.

(10) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Radd-i Badāʿat* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1975), 1.

(11) Muḥaddith Rūparī, *Radd-i Badāʿat*, 32.

**۱۰۔ دعا بحرمت انبیاء:**

محدث روپڑیؒ کی یہ تالیف (23×36)/16 سائز کے صرف 12 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مختصر رسالے میں آپنے دعا بحرمت انبیاء کے قائلین کے تمام دلائل کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں اسکی حرمت ثابت کی ہے۔ دعا بحق انبیاء کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں محدث روپڑیؒ فرماتے ہیں:

"بحق فلاں کہہ کر سوال کرنا۔ اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ ذاتی حق مراد ہو تو یہ بالکل حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کسی کا ذاتی حق نہیں اور اگر حق سے مراد عارضی حق ہو جو وعدہ کی بناء پر ہے تو یہ بھی حرام ہے۔ کیونکہ شبہ والے الفاظ بولنے سے نہی آئی ہے۔"[12]

**۱۱۔ الکتاب المستطاب فی جواب فصل الخطاب:**

محدث روپڑیؒ نے یہ کتاب مولوی انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب 'فصل الخطاب' کے جواب میں بزبان عربی تالیف فرمائی ہے۔ مولوی انور شاہ کشمیریؒ کی فصل الخطاب کو اپنی کتاب کے حاشیہ میں جگہ دی ہے تاکہ قاری دونوں کتب سے بیک وقت مستفید ہو سکے۔ یہ کتاب (20×26)/8 سائز کے 320 صفحات پر مشتمل ہے۔ دونوں کتابوں کا موضوع "فاتحہ خلف الامام" ہے "فصل الخطاب" قراءت فاتحہ خلف الامام کی نفی کے موضوع پر جبکہ الکتاب المستطاب قراءۃ الفاتحہ خلف الامام کے وجوب کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ مولوی انور شاہ کشمیریؒ کی کتاب اصل میں چند یادداشتوں کا مجموعہ ہے جسے انہوں نے طلبہ دارالعلوم دیوبند کی سہولت کے لئے رقم فرمایا تھا۔ محدث روپڑیؒ اپنی کتاب کی تالیف کرنے کا سبب بیان کرتے ہیں:

"ایک امرتسری دوست نے میرے پاس اس رسالہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کا جواب ضرور ہونا چاہئے۔ میں نے اس پر توجہ نہ کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگر یہ رسالہ قابل جواب ہوگا تو ضرور کسی نے اس کا جواب لکھا ہوگا... اس دوست کے علاوہ اور کئی دوستوں نے اس طرف توجہ دلائی۔ آخر میرے دل میں خیال آیا کہ رسالہ منگا کر دیکھوں تو سہی۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ رسالہ کسی کے دیکھنے کے قابل نہیں۔ کیونکہ ان اشاروں کنایوں کا مجموعہ ہے جو اپنی یادداشت کے لئے انسان نوٹ کر لیتا ہے۔"[13]

---

[12] Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Duʿāʾ bi-Ḥurmat-i Anbiyāʾ* (Rūpar, District Ambālah: Idārah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1933), 2.

[13] Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Al-Kitāb al-Mustṭāb fī Jawāb Fasl al-Khiṭāb* (Lahore: Idārah Muhammadīyah, 1976), 320.

الکتاب المستطاب کے شروع میں محدث روپڑیؒ نے 24 صفحات پر مشتمل ایک تفصیلی فہرست کتاب دی ہے جسے کتاب کا خلاصہ کہنا چاہئے، کیونکہ کتاب کو سمجھنے کے لئے اس سے خوب مدد ملتی ہے۔ یہ کتاب پہلی دفعہ 1929ء مطابق 1348ھ میں طبع ہوئی اور دوسری دفعہ 1976ء مطابق 1396ھ میں ادارہ محمدیہ نشتر روڈ لاہور کے زیر اہتمام زیور طبع سے آراستہ ہوئی جو اس وقت دستیاب ہے۔

**۱۲۔ إطفاء الشمعة:**

محدث روپڑیؒ نے یہ کتاب مولوی احمد علی صاحب بٹالویؒ (پروفیسر دینیات کالج لاہور) کی کتاب "نور الشمعۃ فی ظہر الجمعۃ" کے جواب میں تالیف فرمائی ہے۔ مولوی صاحب نے اپنی کتاب میں ظہر احتیاطی ثابت کرنے کی غرض سے فرضیت جمعہ کو اتنا کمزور دکھانے کی کوشش کی کہ اس میں نفل کی بھی جھلک نظر نہ آئی۔ اس کے جواب میں محدث روپڑیؒ نے جمعہ کی نماز کی فرضیت اور ظہر احتیاطی کا مسئلہ بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے محدث روپڑیؒ لکھتے ہیں: "میں ابھی تحصیل علم سے فارغ ہو کر آیا ہی تھا کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے تردید کی غرض سے یہ کتاب میرے پاس بھیجی۔ ان کی حسب خواہش میں نے اس کا جواب لکھا جس کا نام نور الشمعہ کے جواب میں اطفاء الشمعہ تجویز ہوا۔"(14)

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ مقدمہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں دو بحثیں ہیں۔ ایک یہ کہ "لاجمعۃ ولا تشریق" حضرت علیؓ کا قول ہے، رسول اللہ کی حدیث نہیں۔ دوم یہ کہ اس قول میں اجتہاد کا دخل ہو سکتا ہے۔ اس لئے قرآن و حدیث کے مقابلہ میں متروک ہوگا کیونکہ قرآن و حدیث میں جمعہ کا حکم عام ہے۔ دوسرے حصہ کے شروع میں فریقین کے تمام دلائل کا اجمالی ذکر ہے اور جہاں سے اس بحث کی ابتداء ہوئی اس کا پورا نقشہ اور جو جو رسائل فریقین کی طرف سے لکھے گئے ان کی پوری تفصیل اور اخیر میں ظہر احتیاطی کی مکمل بحث ہے۔ تیسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں۔ پہلی آیت جمعہ ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ ....آية﴾ کے متعلق، دوسری حدیث «الجمعة حق واجب» کے متعلق۔ تیسری 'جواثی' کے متعلق جو بحرین کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے جس میں رسول اللہ کے زمانہ میں جمعہ پڑھا گیا۔ چوتھی اقوال صحابہ کے متعلق جو شرط مصر کو توڑتے ہیں۔ چوتھے حصہ میں دو بحثیں ہیں۔ ایک واقعہ قباء کی بحث اور دوسری شرط سلطان کے متعلق ہے۔(15)

**۱۳۔ حکومت اور علماءِ ربانی:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (20×30)/16 سائز کے 80 صفحات پر مشتمل ہے۔ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ لکھتے ہیں: "یہ کتاب محدث روپڑیؒ کی زندگی میں دو دفعہ پانچ پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی ہے۔ اب تیسری طبع ہے اور گرانی کے باعث صرف ایک ہزار چھپ سکی ہے۔" محدث روپڑیؒ نے جن علماء کا اس کتاب میں تذکرہ کیا ہے، ان میں سر فہرست:

(14) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Iṭfāʾ al-Shamʿah fī Ẓahr al-Jumuʿah* (Amritsar: Āftāb Barqī Press, 1941), 2.
(15) Muḥaddith Rūparī, Iṭfāʾ *al-Shamʿah fī Ẓahr al-Jumuʿah*, 3-4.

- **حضرت سفیان ثوری:**

حضرت سفیان ثوریؒ ہیں جو ایک مشہور محدث ہیں۔ اور خلیفہ ہارون الرشیدؒ جب ان کے نام خط لکھتا ہے تو آپؒ اس کے جواب میں خلیفہ ہارون الرشیدؒ کو ایک ناصحانہ خط لکھتے ہیں۔ یہ دونوں خط محدث روپڑیؒ نے اس کتابچہ میں نقل کئے ہیں۔

- **دوسرے عالم ربانی ابو حازم سلمہ بن دینار:**

دوسرے عالم ربانی ابو حازم سلمہ بن دینارؒ ہیں۔ محدث روپڑیؒ نے ان کا خلیفہ سلیمان امویؒ سے ایک مکالمہ نقل کیا ہے۔ جس سے ابو حازمؒ کی بے خوفی، توکل علی اللہ اور زہد فی الدین کا اندازہ ہوتا ہے۔ آج کے حکمرانوں کو اس مکالمہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ اسی مکالمہ کا اثر تھا کہ سلیمان بن عبدالملکؒ نے اپنے بعد عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلیفہ نامزد کر دیا اور اسی مکالمہ کا اثر تھا کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہوا اور آخری وقت کلمہ شہادت نصیب ہوا۔[16]

- **تیسرے عالم باعمل سعید بن جبیر:**

تیسرے عالم باعمل، جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنے والے مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ 95ھ میں انچاس برس کی عمر میں شہید کئے گئے۔

- **عالم مدینہ حضرت امام مالکؒ:**

یہی وہ امام ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی: "عنقریب وہ زمانہ آئے گا جب لوگ طلب علم کے لئے اونٹ ہنکائیں گے لیکن مدینہ کے عالم سے زیادہ بڑا عالم نہ پائیں گے۔"[17] اس رسالہ میں محدث روپڑیؒ نے ان کے دورِ ابتلاء کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔

- **فقیہ عراق امام ابو حنیفہؒ:**

محدث روپڑیؒ نے پانچویں نمبر پر امام موصوف کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی سخاوت و خیرات اور ضبط و تحمل اور خشیت و انابت کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے دور ابتلاء کو مفصل بیان کیا ہے۔ اور بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان کی طرف سے کوفہ کے گورنر ابن ہبیرہ اور امام موصوف کے مابین ایک مکالمہ نقل کیا ہے۔ اس کے بعد منصور عباسیؒ اور امام موصوفؒ کے مابین ایک طویل مکالمہ نقل کیا ہے اور امام موصوفؒ پر زہر کے اثر کا بھی ذکر کیا ہے۔

---

[16] Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Ḥukūmat aur ʿUlamāʾ Rabānī* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1974), 19.
[17] Muḥaddith Rūparī, *Ḥukūmat aur ʿUlamāʾ Rabānī*, 26.

- **امام السنۃ احمد بن حنبلؒ:**

آپ قرآن کو کلام اللہ کہتے تھے جس کی وجہ سے آپ سخت آزمائش میں ڈالے گئے۔ آخرکار خلیفہ متوکلؒ کے عہد میں آپ کو اس مصیبت سے نجات ملی اور متوکلؒ نے آپ کو اعزاز و اکرام سے نوازا۔ آپ کے زہد و تقویٰ کا ذکر کرتے ہوئے محدث روپڑیؒ نے آپ کی مرض الموت پر آپ کا واقعہ مکمل کیا ہے۔

- **خالد بن احمد (شاہ بخارا) اور امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ:**

محدث روپڑی، امام بخاریؒ کی خودداری کے بارے میں لکھتے ہیں: "شاہ بخارا نے جب امام بخاریؒ کے پاس درخواست کی کہ میں کتاب بخاری اور تاریخ بخاری کا شوق رکھتا ہوں۔ آپ مجھے گھر پر آکر پڑھایا کریں، امام بخاریؒ نے فرمایا علم کسی کے دروازے پر نہیں جاتا، علم کے پاس لوگ آتے ہیں۔"[18]

- **امیر المؤمنین ہارون الرشیدؒ اور ایک اعرابی:**

محدث روپڑیؒ نے اس کے بعد خلیفہ ہارون الرشیدؒ اور ایک اعرابی کا واقعہ ایک مکالمہ کی صورت میں پیش کیا ہے جس کے علم و فضل نے ہارون الرشیدؒ کو حیرت زدہ کر دیا۔ محدث روپڑیؒ نے یہ تمام مکالمہ نقل کیا ہے۔

- **حبر الامۃ امام شافعیؒ:**

اس کے بعد محدث روپڑیؒ نے حبر الامۃ امام شافعیؒ کے علم و فضل اور امام مالکؒ سے ان کے تعلق اور شاگردی کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے تبحر علمی کا ذکر کیا ہے اور امام شافعیؒ کی وفات کے ذکر پر اس کتاب کو مکمل کیا ہے۔

**۱۴۔ رفع یدین اور آمین:**

حجم: محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (23×36)/16 سائز کے 168 صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنف اپنی اس تالیف کا آپ تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ رسالہ اگرچہ بظاہر دو مسئلوں میں ہے، مگر ضمناً بہت سے مسائل اختلافیہ پر مشتمل ہے۔ جیسے بسم اللہ بالجھر، سینہ پر ہاتھ باندھنا، جلسہ استراحت اور ان کے علاوہ اور بہت سے اصولی، فروعی مسائل ان شاء اللہ آپ کو اس میں ملیں گے۔ جن سے آج تک آپ بے خبر رہے، حالانکہ ان کا جاننا آپ کے لئے ضروری تھا، اور زیر بحث دونوں مسئلوں (آمین، رفع الیدین) کے طرز بیان میں ایک ایسی جدت پیدا کر دی گئی ہے کہ وہ بھی آپ کے لئے ایک نئی چیز بن گئی ہے جس کو پڑھنے کے بعد امید نہیں کہ کوئی شبہ باقی رہ سکے اور اس کے ضمن میں مذہب تقلید کی حقیقت بھی

[18] Muḥaddith Rūparī, *Ḥukūmat aur ʿUlamāʾ Rabānī*, 62.

واضح ہو جائے گی۔ اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس سے آپ پر تحقیق کا ایک نیا باب کھلے گا، جس سے آپ مذہب حدیث اور مذہب تقلید کا بخوبی موازنہ کر سکیں گے۔ ان شاء اللہ"[19]

آپ نے احادیث رسول اور بعض ائمہ احناف کے اقوال سے آمین بالجہر کا ثبوت فراہم کرنے کے لئے دس احادیث پیش کی ہیں۔[20] حدیث نمبر 10 پر تبصرہ کرتے ہوئے محدث روپڑیؒ لکھتے ہیں:

'بلند آواز سے آمین کہنے میں جب بہت سی آوازیں مل جائیں، تو اس میں اسلامی نمائش پائی جاتی ہے، اس لئے یہود کو حسد آتا ہے، ورنہ آہستہ میں حسد کے کچھ معنی ہی نہیں، کیونکہ جب سنا ہی کچھ نہیں تو حسد کس بات پر، اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔ جیسے منذریؒ نے تصریح کی ہے اور ابن خزیمہؒ اس کو اپنی صحیح میں لائے ہیں، اور امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور بیہقیؒ نے بھی اپنی سنن میں اس کو سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔"[21]

محدث روپڑیؒ حنفی علماء کے اقوال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا عبدالحئ لکھنویؒ حنفی مذہب کے مشہور بزرگ گزرے ہیں، وہ لکھتے ہیں: کہ انصاف یہ ہے کہ دلیل کی رو سے آمین بالجہر قوی ہے۔ مولانا سراج احمدؒ صاحب بھی حنفی مذہب کے مشہور بزرگ ہیں، وہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیث اکثر ہیں اور زیادہ صحیح ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی حنفیؒ بھی "ارکان اسلام" میں یہی لکھتے ہیں کہ آمین آہستہ کہنے کی بابت کچھ ثابت نہیں ہوا۔"[22]

### ۱۵۔ امامت مشرک:

محدث روپڑیؒ کی یہ تالیف پہلی مرتبہ 1339ھ مطابق 1922ء میں ایک اشتہار کی صورت میں شائع ہوئی، دوسری مرتبہ 8/ فروری 1935ء کے تنظیم اہل حدیث کے ضمیمے کے طور پر چھاپا گیا اور تیسری مرتبہ 1935ء میں ہی اس کو مضمون کی شکل میں علیحدہ سے شائع کیا گیا۔ اس کتاب میں آپ نے مشرک کی امامت کے ناجائز ہونے کو قرآن وسنت کی روشنی میں دلائل سے ثابت کیا ہے، آپ لکھتے ہیں:

"صحت امامت کے لئے ایک معیار ہے وہ یہ: جس کی نماز صحیح ہے اس کی امامت بھی صحیح ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اگر اختلاف ہے تو صرف اس بات میں ہے کہ امام کا نیک ہونا بھی شرط ہے یا فاسق کی امامت بھی صحیح ہے۔"[23] مزید لکھتے

---

(19) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Rafʿ al-Yadayn aur Āmīn* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1960), 2.
(20) Muḥaddith Rūparī, *Rafʿ al-Yadīn wa Āmīn*, 20-29.
(21) Muḥaddith Rūparī, *Rafʿ al-Yadīn wa Āmīn*, 29-30.
(22) Muḥaddith Rūparī, *Rafʿ al-Yadīn wa Āmīn*, 34-35.
(23) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Imāmat Mushrik* (Rūpar, District Ambālah: Idārah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1935), 4.

ہیں: امامت مشرک کی عدم صحت کا مسئلہ تو ایسا واضح ہے کہ اقوال سلف کی طرف توجہ کا محتاج ہی نہیں۔ کیونکہ جب مشرک کی نماز ہی نہیں تو اس کی امامت کیسے ہو گی؟[24]

### ۱۶۔ کلمہ توحید:

آپ کی یہ کتاب پہلی مرتبہ 1334ھ میں شائع ہوئی۔ دوسری مرتبہ اس کی اشاعت 25 جنوری 1935ء میں کی گئی۔ اس کتاب میں محدث روپڑیؒ نے شرک کی تمام اقسام کی وضاحت کرتے ہوئے کلمہ توحید کی اہمیت بیان کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

> "شرک کی تین قسمیں ہیں: **شرک فی الربوبیه، شرک فی الالوہیته، شرک فی الرساله**۔ شرک فی الربوبیہ کہتے ہیں: اللہ کے ساتھ پرورش میں دوسرے کو شریک کرنا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ بندوں کی پرورش کے لئے آب و دانہ اتارتا ہے، مرادیں دیتا ہے۔ مصیبت کے وقت فریاد پر پہنچتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان باتوں میں دوسرے کا دخل سمجھے تو وہ **مشرک فی الربوبیه** ہو گا اور **شرک فی الألوہیته** کہتے ہیں: اللہ کے ساتھ عبادت میں دوسرے کو شریک کرنا۔ مثلاً اللہ کے لئے سجدہ کیا جاتا ہے اور اس کے نام پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ حق غیر کو دے تو وہ مشرک فی الالوہیت ہو گا اور شرک فی الرسالہ کہتے ہیں: اللہ کے ساتھ احکام میں دوسرے کو شریک کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ **أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ** ﴾، ﴿**إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ**﴾، ﴿ **وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا** ﴾ یعنی پیدائش اور حکم اللہ ہی کے لئے ہے۔ اس کے سوا کسی کا حکم نہیں۔ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ تو اگر کوئی شخص غیر کی حلال و حرام کی ہوئی کو حلال و حرام سمجھے تو وہ مشرک فی الرسالۃ ہو گا۔"[25]

### ۱۷۔ توحیدالرحمن بجواب استمداد ازعباد الرحمن (قلمی):

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب قلمی صورت میں ہے، تاہم ادارہ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور نے 9 ذیقعدہ 1411ھ سے 19 جمادی الثانی 1413ھ تک اسے مختلف اقساط میں شائع کیا لیکن یہ ابھی تک کتابی شکل میں مطبوع نہیں ہے۔ محدث روپڑیؒ نے اس کتاب کا سبب تالیف یوں بیان کیا ہے: "ایک دوست کی معرفت ہمیں ایک رسالہ ملا، جس کا نام ہے "استمداد از عباد الرحمن" (یعنی عباد الرحمن سے مدد مانگنے کا ثبوت)، شائع کردہ بزم احناف کوچہ غوثیہ نیا بازار لاہور۔ اس دوست نے اس کے جواب کا مطالبہ کیا۔ پہلے تو میں نے اپنی مصروفیات کی بنا پر معذرت کی، مگر اس نے

---

(24) Muḥaddith Rūparī, *Imāmat Mushrik*,8.

(25) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Kalimah Tawḥīd* (Rūpar, District Ambālah: Idārah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1935), 1.

زیادہ اصرار کیا اور کہا۔ فریق مخالف کا دعویٰ ہے کہ اس کا جواب کوئی دے ہی نہیں سکتا۔ بنابریں خیال ہوا کہ اس رسالہ کے دلائل کا بنظر اختصار جواب لکھ دیا جائے۔ وباللہ التوفیق [26]

یہ کتاب جو تنظیم اہلحدیث میں قسط وار شائع ہوئی ہے مقالہ سائز کے 80 صفحات پر مشتمل ہے۔

**۱۸۔ لاؤڈ سپیکر اور نماز:**

محدث روپڑیؒ نے عہد حاضر کے بعض مسائل کی تحقیق میں جو رسائل تالیف فرمائے ہیں، ان رسائل میں اس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ رسالہ، ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث روپڑ کی جلد نمبر9 کا شمارہ نمبر 31 ہے، جو 23 ربیع الثانی 1359ھ مطابق 31 مئی 1940ء کو شائع ہوا تھا۔ یاد رہے کہ جب یہ رسالہ شائع ہوا، ان دنوں اخبار تنظیم اہلحدیث جاری تھا اور اس کے بعض اہم نمبر رسالوں کی صورت میں شائع کئے جاتے تھے، جن میں سے یہ رسالہ بھی ہے۔ یہ رسالہ (30×20)/16 سائز کے چالیس سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے شروع میں مناظر اسلام علامہ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے قلم سے "ضروری تمہید" کے نام سے ڈھائی صفحات پر مشتمل مختصر مگر جامع مقدمہ ہے۔ جس میں رسالہ ہذا کی تالیف کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نماز، اذان اور خطبہ جمعہ و عیدین میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر مسلمانان پاک وہند کے درمیان بہت اختلاف برپا ہوا، خاص کر بنگلور میں یہ بحث طول پکڑ گئی چنانچہ محدث روپڑیؒ لاؤڈ سپیکر کے استعمال کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> "یہاں پر اصل آواز یا نقل آواز کا فیصلہ کرنے اور اس کا حکم بتانے کے لئے دو مقام پر بحث کی ضرورت ہے: اول یہ کہ بذریعہ ریڈیو اور لاؤڈ سپیکر وغیرہ کے آواز پہنچنے کی کیفیت کیا ہے، دوم یہ کہ اس کیفیت میں اختلاف سے شرعاً اس کا حکم مختلف ہو سکتا ہے یا نہیں۔ پہلی بحث چونکہ سائنس دانوں سے تعلق رکھتی ہے اس لئے اس میں سائنس دانوں کی رائے پر اعتماد ضروری ہے اور چونکہ ہمیں بھی اس میں کچھ دخل ہے، اس لئے اختلاف کی صورت میں ہم ترجیحی دلائل پر فیصلہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔"[27] اس کے بعد آپ نے چند ماہر اساتذہ سائنس کے جوابات اور بعض علماء کے فتاویٰ نقل کئے ہیں اور اپنا فتویٰ بھی اس کے حق میں دیا ہے۔

**۱۹۔ بیمہ زندگی:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (30×20)/16 سائز کے 32 صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنف کتاب ہذا "پیش لفظ" عنوان کے تحت لکھتے ہیں: "یہ مضمون آج سے تقریباً 22 سال پہلے ہمارے اخبار "تنظیم اہلحدیث" جلد 3 نمبر 2 میں مورخہ 28 ربیع الاول 1353ھ مطابق 12 جولائی 1934ء میں شائع ہو چکا ہے، اب دوبارہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔ اس میں جہاں مدیر یا مدیر تنظیم کا عنوان آئے، اس سے حافظ عبداللہ

---

(26) *Haft Rōzah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth* (9 Dhī al-Qaʿdah 1411 AH), 5.

(27) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Lāʾūd Spīkar aur Namāz* (Lahore: Idārah Jāmiʿ Quds Ahl-i Ḥadīth, 1375 AH), 13.

امرتسری روپڑیؒ سمجھا جائے اور اس کے آخر میں ایک اور مضمون کا اضافہ کر دیا گیا ہے جو سید محبوب عالم صاحب نمائندہ پاکستان جنرل انشورنس لاہور کی درخواست پر ان کی کمپنی کے متعلق لکھا گیا ہے۔"

محدث روپڑیؒ انشورنس کی برائی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"انشورنس بینک سے بدتر ہے کیونکہ بینک تو صرف سود کی وجہ سے ناجائز ہے اور انشورنس دوطرح سے ناجائز ہے۔ ایک یہ کہ سراسر جوا ہے، دوم یہ کہ اس کا سارا لین دین سود ہے بلکہ ان کے علاوہ اور وجوہات بھی ہیں جو اس کمپنی کے قواعد و ضوابط سے تعلق رکھتی ہیں، جس کی تفصیل یہاں مشکل ہے۔"(28)

### ۲۰۔ تعلیم الصلوٰۃ:

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (20×30)/16 سائز کے 120 صفحات پر مشتمل ہے اور یہ چوتھی مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس کتاب میں نماز سے متعلقہ تمام مسائل صحیح سنت طریقہ سے لکھے گئے ہیں اور یہ کتاب بچوں اور عورتوں نیز عوام الناس کے لئے بہت مفید ہے۔ اس رسالہ کا اہم مقصد چونکہ عورتوں، بچوں اور عوام کو مسائل نماز سکھانا ہے اس لئے عربی عبارات مع ترجمہ لکھی گئی ہیں اور ان پر اعراب بھی لگا دیئے گئے ہیں تاکہ یہ کتاب گھر بیٹھے معلم کا کام دے۔ اس کتاب کے اہم مندرجات حسب ذیل ہیں:"فضائل نماز، شرائط و احکام، طہارت کا بیان، اذان، سترہ نماز، نماز پڑھنے کا طریقہ، نماز باجماعت کی تاکید و فضیلت، امامت کا حقدار کون؟ پانچ نمازیں اور ان کی رکعات، سنتیں اور نوافل، نماز تہجد، وتر، تراویح کا بیان، اشراق و چاشت کی نماز، نماز تسبیح، نماز استخارہ، نماز حاجت، نماز سفر، نماز جمعہ، نماز عیدین، گرہن کی نماز، نماز استسقائی، بیمار پرسی اور اس کے آداب، مستحضر کا بیان، غسل میت کا طریقہ، کفن دفن اور غسل کے متفرق مسائل، نماز جنازہ کی کیفیت، تعزیت کا طریقہ، زیارت قبور، کیفیت نکاح اور اس کا خطبہ۔"(29)

### ۲۱۔ انسانی زندگی کا مقصد:

یہ ایک چھوٹی سی کتاب یعنی (20×30)/16 سائز کے کل 32 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا موضوع اپنے نام سے ظاہر ہے۔ اس کتاب میں محدث روپڑیؒ نے انسان کو اپنی پیدائش کا مقصد سمجھنے کی دعوت دی ہے اور انسانی زندگی کو تین شعبوں میں حسب ذیل طریقہ سے تقسیم کیا ہے: 1۔ انسان کی انفرادی زندگی 2۔ گھریلو زندگی 3۔ سیاسی زندگیصفحہ نمبر 20 تک انہی تین شعبوں کی تفصیل ذکر کی ہے۔ بعد ازاں عبادت کی

---

(28) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Bīmah Zindagī* (Lahore: Idārah Dīnīyāt Jāmiʿ Quds Ahl-i Ḥadīth, 1995), 22.

(29) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Taʿlīm al-Ṣalāh* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1995), 5-6.

تشریح وتفصیل کے عنوان سے پانچ صفحات میں بحث کی ہے۔ اس کے بعد "عبادت بالذات اور عبادت بالواسطہ" کے عنوان سے تفصیلی بحث کرتے ہوئے کتاب کو مکمل کیا ہے۔[30]

**۲۲۔ ارسال الیدین بعد الرکوع (رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑنا):**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب(36×23)/16 ( سائز کے 48 صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب کا سبب تالیف ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:"میں 1328ھ مطابق 1910ء کو دہلی پہنچا اور ان (میاں نذیر حسین محدث دہلوی) کی وفات 1320ھ مطابق 1902ء کو ہوئی۔ دہلی پہنچنے سے پہلے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے متعلق لوگوں میں کہیں ذکر اذکار نہیں سنا۔ جب دہلی پہنچا تو وہاں اس کا خاصا چرچا تھا۔ وہاں ایک رسالہ بھی میری نظر سے گزرا، جس کا نام "إتمام الخشوع بوضع الیمین علی الشمال بعد الرکوع" ہے۔ جو مولوی قاضی یوسف حسین صاحب برادر قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری کا لکھا ہوا ہے۔ جو ضلع ہزارہ تحصیل ہری پور قصبہ خانپور کے رہنے والے تھے پھر دہلی منتقل ہو گئے اور دہلی میں 1324ھ مطابق 1906ء میں انہوں نے رسالہ مذکورہ تصنیف کیا۔[31]

اس بارے میں محدث روپڑیؒ کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث میں واضح طور پر رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں ہے، اسی طرح کسی حدیث میں یہ بھی واضح طور پر مذکور نہیں کہ رکوع کے بعد ہاتھ کھلے چھوڑ دیئے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ جیسے عظیم محدث نے دونوں طرح اختیار دیا ہے۔ چنانچہ محدث روپڑیؒ لکھتے ہیں:"امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب اس مسئلہ میں یہ ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑنے اور باندھنے دونوں طرح جائز ہیں۔"[32] اس کے بعد آپؒ نے امام احمد بن حنبلؒ اور مختلف محققین علماء کے دلائل ذکر کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر دونوں طرح سے اختیار ہے۔

**۲۳۔ رفع الابہام فی جواب دلیل التام:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔ اور یہ "ارسال الیدین بعد الرکوع" کی جوابی کتاب دلیل التام کے جواب میں لکھی گئی ہے اور تنظیم اہلحدیث میں بالاقساط شائع ہو چکی ہے۔ زیر نظر قسط نمبر 18 میں محدث روپڑیؒ لکھتے ہیں:"حنفی مذہب کے بڑے امام جن پر حنفی مذہب کا مدار ہے وہ تین ہیں۔ (1) امام ابو حنیفہؒ، (2) ابو یوسفؒ اور (3) امام محمدؒ۔ پہلے دو کہتے ہیں:"جس قیام میں ذکر مسنون ہو صرف اس میں ہاتھ باندھنے چاہئیں" تیسرے کہتے ہیں:"جس میں قراءت ہو اس میں باندھے جائیں" ان کے نزدیک تو مسئلہ صاف ہو گیا کہ رکوع کے بعد ہاتھ نہ باندھے جائیں کیونکہ اس میں قراءت نہیں، پہلے دو کے مذہب کا فیصلہ ذکر مسنون ہے۔ ذکر مسنون ان کے نزدیک صرف ربنا لک الحمد ہے۔ کیا یہ ذکر ہاتھ باندھنے کی وجہ بن سکتا ہے؟ بعض نے کہا بن سکتا ہے لیکن جنھوں نے یہاں غور وفکر سے کام لیا، انہوں نے کہا نہیں بن سکتا۔ تفصیل اس کی

---

(30) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Insānī Zindagī kā Maqṣad* (Lahore: Idārah Dīnīyāt Jāmiʿ Quds Ahl-i Ḥadīth, 1959), 8.

(31) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Arsal al-Yadayn baʿd al-Rakūʿ* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1993), 3.

(32) Muḥaddith Rūparī, Arsal *al-Yadayn baʿd al-Rakū*ʿ,3

یہ ہے کہ حنفیہ کے مذہب میں مقتدی کے لئے سمع اللہ لمن حمدہ نہیں بلکہ اس کی بجائے ربنالک الحمد ہے۔ پس اس کے حق میں یہ ذکر انتقال ہوا۔ نہ ذکر قیام اور جب قیام خالی رہا تو اس میں ہاتھ بھی نہیں باندھ سکتا۔ گویا کہ تینوں اماموں کا متفقہ مسئلہ ارسال ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ائمہ حنفیہ سے ہاتھ باندھنے کی کوئی روایت نہیں، نہ صحیح نہ ضعیف۔"(33)

### ۲۴۔ رسالہ وسیلہ بزرگان:

محدث روپڑیؒ کی یہ تالیف (20×30)/16 سائز کے 64 صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ کی تالیفات اگرچہ حجم میں کم ہیں، لیکن ان میں دلائل کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ آپ نے اس رسالہ میں مندرجہ ذیل نوعیت کے سوالات کے محققانہ جوابات دیئے ہیں۔ سوال: کیا کسی بزرگ کی قبر پر جاکر یہ کہنا درست ہے کہ اے ولی اللہ! میرے لئے دعا کر کہ اللہ میرے حال پر رحم کرے، اور کیا انبیاء اور بزرگ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔؟ جواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صحابہ و تابعین، تبع تابعین کسی سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ انہوں نے رسول اللہ کے روضہ مبارک پر جاکر یہ کہا ہو کہ یا نبی اللہ! یا رسول اللہ! ہمارے لئے دعا مانگ، اگر اس قسم کے وسیلہ میں کچھ خوبی ہوتی تو وہ اس کے ساتھ زیادہ لائق تھے کیونکہ وہ ایسے کاموں میں ہم سے زیادہ حریص تھے۔(34) اس کے بعد آپ نے صحیح بخاری باب صلوٰۃ الاستسقاء سے حضرت عمر بن خطاب کا حضرت عباس بن عبد المطلب کو بطور وسیلہ دربار الٰہی میں پیش کرنے کی حدیث ذکر کی ہے۔ حالانکہ آپ کا روضہ اطہر بھی وہاں موجود تھا، لیکن عمر بن خطاب نے سید الانبیاء کا واسطہ نہیں ڈالا۔ محدث روپڑیؒ نے یہ رسالہ مولوی مشتاق احمد ابن ہٹوی چشتی صابری کے ایک رسالہ (بزبان فارسی) "تبشیر الاصفیاء باثبات حیات الانبیاء" کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ آپ نے مولوی مشتاق احمد کی ہر دلیل کا توڑ پیش کرتے ہوئے، حیات انبیاء کے بارے میں واضح طور پر لکھا ہے کہ مولوی مشتاق احمد نے جو دلائل دیئے ہیں ان سے ایک دلیل بھی ایسی نہیں جو اس بات پر دلالت کرے کہ رسول اللہ حیات جسمانی کے ساتھ ہیں، جیسے پہلے تھے۔(35)

### ۲۵۔ ریڈیو ورؤیت ہلال:

محدث روپڑیؒ کا یہ رسالہ (20×30)/16 سائز کے 85 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ پاکستان بننے سے پہلے "تنظیم اہلحدیث" میں شائع ہوا تھا۔ چنانچہ محدث روپڑیؒ لکھتے ہیں: "تنبیہ: ریڈیو، ٹیلی فون اور تار برقی کے مسئلہ کی اصل تحقیق قرآن حدیث کی روشنی میں" ہم نے اخبار تنظیم اہلحدیث جلد اول نمبر 1 و جلد نمبر 2 میں پاکستان بننے سے پہلے لکھا تھا۔"(36) محدث روپڑیؒ کا یہ رسالہ اصل میں ایک استفتاء کا جواب ہے۔ چنانچہ آپ نے اس رسالہ کے صفحہ ۳ پر یہ استفتاء نقل کیا ہے: "الاستفتاء: کیا رؤیت ہلال ایک ملک کی دوسرے ملک کے لئے معتبر ہے؟ ریڈیو، ٹیلی فون

---

(33) *Haft Rōzah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth* (July 29, 1966), 5.

(34) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Risālah Wasīlah Buzurgān* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth), 1.

(35) Muḥaddith Rūparī, *Risālah Wasīlah Buzurgān*,40

(36) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Rādyū aur Ruʾyat-i Hilāl* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1961), 55.

وغیرہ کا اس مسئلہ میں کیا حکم ہے۔ اتحاد اور اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں۔؟ سوال دوم: ریڈیو، ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کی خبر جب متفقہ طور پر پہنچے کہ فلاں شہر میں ہلال نظر آگیا ہے تو دوسرے شہر والے اس خبر پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ سوال سوم: اتحاد مطلع اور اختلاف مطلع کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں؟[37] محدث روپڑیؒ نے اس کا مفصل جواب پیش کیا ہے: آپ نے اس رسالہ میں اسلام میں قمری مہینوں کے معتبر ہونے کی چار وجہیں ذکر فرمائی ہیں۔ نیز "ایک ملک کی دوسرے ملک کے لئے رویت" اس پر بھی آپ نے خوب روشنی ڈالی ہے۔ اس رسالہ کے صفحہ 33 پر "شہادت اور ریڈیو کی خبر" کو ایک علمی بحث کے طور پر پیش کیا ہے۔ جس میں آپ نے روزنامہ امروز مورخہ 4 مئی 1955ء مطابق ۱۱ رمضان المبارک 1374ھ میں مولانا ابو یحییٰ کے نام سے شائع ہونے والے مضمون کے اغلاط کا خوب تعاقب کیا ہے اور رسالہ کے آخر (یعنی صفحہ 85) تک قارئین کو اپنے علمی جواہر پاروں سے مستفید ہونے کا خوب موقع فراہم کیا ہے۔

**۲۶۔ مودودیت اور احادیث نبویہ:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (20×30)/16 سائز کے 124 صفحات پر مشتمل ہے۔ اور ادارہ دینیات جامع مسجد چوک دالگراں لاہور نے اس کا دوسرا ایڈیشن اپریل 1957ء میں شائع کیا۔ محدث روپڑیؒ نے یہ کتاب مودودی صاحب کے "مسلک اعتدال" والے مضمون کے جواب میں لکھی ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آج جو لوگ ذوق شخصی کو بنیاد بنا کر محدثین کی صدیوں کی محنت کو بیکار سمجھتے ہوئے بخاری و مسلم پر جرح کے نئے نئے ابواب کھول رہے ہیں تو یہ درحقیقت محدثین کے فن سے ناواقفی کا نتیجہ ہے۔ محدث روپڑیؒ لکھتے ہیں: "اب جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمیں بھی حق حاصل ہے کہ ہم کسی متفقہ صحیح حدیث کی اسناد میں بحث کریں۔ جیسے امام دار قطنی وغیرہ نے بخاری و مسلم کی بعض احادیث پر بحث کی ہے۔ وہ دراصل ان حقائق بالا سے ناواقف ہیں۔ وہ نہیں سمجھے کہ امام دار قطنی وغیرہ بھی انہی محدثین سے ہیں جن کے ہاتھ پر یہ فن پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔ کیونکہ یہ اسی زمانہ کے آدمی ہیں اور جرح تعدیل کے امام ہیں۔ مگر ان لوگوں کی آپس میں یہ بحثیں اور تبادلے خیالات نہ ہوتے تو یہ فن ادھورا رہ جاتا۔ مثلاً امام بخاری نے ایک حدیث پر حکم لگایا کہ یہ متفقہ صحیح ہے۔ دوسرے نے کہا کہ یہ متفقہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کی اسناد میں فلاں عیب ہے۔ اب اس بحث مباحثہ میں ہزاروں محدثین کی تحقیقی نظر اس حدیث پر پڑی۔ کسی نے اس پر اعتراض کیا کسی نے اس کا جواب دیا۔ اس چھان بین سے ایک محقق کے لئے راستہ کھل گیا کہ وہ راجح یا مرجوح معلوم کر سکے۔ لیکن اس بحث مباحثہ سے بہت بڑا ایک نتیجہ اور نکلا۔ وہ یہ کہ جس حدیث پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا۔ اس کی صحت مستحکم ہو گئی اور وہ یقیناً صحیح قرار پائی۔ اور سب محدثین اس کی سمت پر متفق ہو گئے۔ کیونکہ اگر اس میں کچھ گنجائش ہوتی تو وہ بھی زیر بحث آجاتی۔ خلاصہ یہ کہ جس بحث سے یہ لوگ اپنے لئے بحث کی گنجائش نکالنا چاہتے ہیں۔ وہی اس بات کی دلیل ہے کہ اب بحث کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ جو حدیث بہ اتفاق محدثین صحیح ہے۔ اس میں کوئی گنجائش کلام نہیں اور جس پر کسی امام نے جرح کی ہے۔ اس میں ترجیح کا راستہ کھلا ہے۔[38] اس کی وضاحت محدث روپڑیؒ کے شاگرد مولانا عبد الجبار محدث کھنڈیلوی نے یوں

---

(37) Muḥaddith Rūparī, *Rādyū aur Ruʾyat-i Hilāl* ,6.

(38) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Mawdūdīyat aur Aḥādīth Nabawīyah* (Lahore: Idārah Dīnīyāt Jāmiʿ Quds Ahl-i Ḥadīth, 1957), 24-25.

کی ہے:"کہ جس راوی میں محدثین اختلاف کرتے ہوں اس میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جارحین، متشددین متعصبین سے ہیں یا متوسطین محققین سے اور وہ ائمہ جرح و تعدیل سے بھی ہیں یا نہیں، اگر معدّلین، متوسطین محققین اور ماہر فن ہیں تو ان کا قول معتبر ہو گا اور ان کے مقابلے میں دوسرے جارحین متشددین متعصبین کا قول نامقبول ہو گا۔"[39] محدث روپڑیؒ نے اس کتاب میں جابجا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی کتب سے اقتباسات لے کر ان کا تعاقب اور علمی محاسبہ کیا ہے۔

**۲۷۔ مودودیت اور اسلامی داڑھی:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (20×30)/16 سائز کے 36 صفحات پر مشتمل ہے۔ محدث روپڑیؒ داڑھی کی مقدار کے بارے مودودی صاحب کا نظریہ ذکر کرتے ہیں:"داڑھی کے متعلق نبی نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے۔ صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ آپ اگر داڑھی رکھنے میں فاسقین کی وضعوں سے پرہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرف عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہو جسے دیکھ کر کوئی شخص اس شبہ میں مبتلا نہ ہو کہ چند روز سے آپ نے داڑھی نہیں مونڈی ہے تو شارع کا منشا پورا ہو جاتا ہے خواہ فقہ کی استنباطی شرائط پر پوری اترے یا نہ اترے۔ (رسائل و مسائل ص 181 ترجمان القرآن، شوال 1362ھ)" داڑھی کے بارے میں مودودی صاحب کے نظریے کا رد کرتے ہوئے محدث روپڑیؒ لکھتے ہیں:"مودودی صاحب نے داڑھی رکھنے کا محاورہ پیش کیا ہے۔ یہ اردو پنجابی محاورہ ہے۔ احادیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں آیا جو اس محاورہ کے موافق ہو۔ احادیث میں داڑھی کے متعلق پانچ لفظ آئے ہیں۔ 1۔ اعفوا 2۔ ارفوا 3۔ ارخوا 4۔ ارجوا 5۔ وفروا۔ اعفوا کا لفظ عفو سے ہے جس کے معنی معافی کے ہیں اور داڑھی کو معافی دینا یہی ہے کہ اسے اپنے حال پر چھوڑ دے اور "اوفوا کے معنی پورا کرنے کے ہیں، اور داڑھی کو پورا کرنا یہی ہے کہ اس کی کانٹ چھانٹ نہ کرے۔ اور ارخوا، ارخاء عنان سے ہے یعنی باگ ڈور ڈھیلی چھوڑنا اور کسی قسم کی رکاوٹ نہ کرنا اور داڑھی ڈھیلی چھوڑنا اور رکاوٹ نہ کرنا۔ یہی ہے کہ اس کو بڑھنے دے جہاں تک بڑھے۔ اور ارجو بھی اسی کے قریب ہے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنّ ﴾ (یعنی تو اپنی بیویوں سے جس کو چاہتا ہے پیچھے کر دیتا ہے) یعنی اس سے تعرض نہیں کرتا... حاصل کلام یہ کہ یہ پانچ روایتیں ہیں جن کا مطلب تقریباً ایک ہی ہے۔ اسی بناء پر نووی شرح مسلم جلد اول ص 29 اور فتح الباری جلد 10 صفحہ 288 طبع مصر باب تقلیم الاظفار اور تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی جلد 4 صفحہ 11 میں یہ پانچوں روایتیں ذکر کر کے لکھا کہ معناھا کلھا ترکھا علی حالھا یعنی ان سب کا معنی یہی ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دے۔"[40] مندرجہ بالا اقتباسات سے داڑھی اور مولانا مودودی کی نظر و فکر پر روشنی پڑتی ہے۔

**۲۸۔ مرزائیت اور اسلام:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (20×30)/16 سائز کے 64 صفحات پر مشتمل ہے۔ جب 1953ء میں مرزائیت کے خلاف ختم نبوت کی تحریک "راست اقدام" زوروں پر تھی، ان دنوں محدث روپڑیؒ نے یہ مضمون تحریر فرمایا، چنانچہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں:"اس رسالہ کا مضمون قریباً

---

(39) Khānḍelwī, ʿAbd al-Jabbār, *Khātimah Ikhtilāf* (Lahore: al-Maktabah al-Salafīyah, 1978), 100.

(40) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Mawdūdīyat aur Islāmī Dāʿī* (Lahore: Idārah Dīnīyāt Jāmiʿ Quds Ahl-i Ḥadīth, 1954), 7-8.

مارچ 1953ء کا لکھا ہوا ہے جبکہ تحریک راست اقدام زوروں پر تھی۔ چنانچہ قارئین کو اس مضمون کے پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا ان شاء اللہ۔ چند در چند عوارض کے باعث اس کی اشاعت میں تاخیر ہوتی گئی چونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے، اس کی اہمیت اور افادی حیثیت کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اس لئے اب بھی اس کی اشاعت اتنی ہی ضروری ہے جتنی پہلے تھی۔"[41] حضرت العلام محدث روپڑیؒ کی ختم نبوت کے موضوع پر یہ ایک مختصر مگر جامع تالیف ہے، اس مختصر تالیف میں مسئلہ ختم نبوت اور لفظ خاتم النبیین کے معنی پر بھی معقول بحث کی گئی ہے۔ اس رسالہ کے آخر میں مسلمان اور مرتد کی تعریف اور راعی ورعیت سے متعلقہ چند مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

**۲۹۔ طلاق ثلاثہ:**

اس رسالہ کو مولانا محمد صدیق سرگودھوی نے آپ کی تالیفات کے ضمن میں تحریر کیا ہے۔ سبب تالیف: مولوی عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی نے حضرت العلام سے ایک سوال کیا جس کے جواب میں محدث روپڑیؒ نے یہ رسالہ شائع کیا۔ مولانا کھنڈیلوی لکھتے ہیں:

> "کہ حضرت عمرؓ سے ایک مجلس میں تین طلاقوں والی روایت اپنے مفہوم میں صریح نص ہے یا نہیں کہ تین طلاقیں زمانہ نبوی وخلافت صدیقی وشروع خلافت فاروقی میں ایک شمار ہوتی تھیں تو پھر حضرت عمر نے اس روایت کے کیوں خلاف کیا اور تین طلاقیں کیوں واقع کیں۔ ان کو نبی کی حدیث معلوم نہ تھی یا ان کے پاس اس روایت کے خلاف کوئی اور دلیل نبوی تھی یا محض ان کا اجتہاد ہی تھا۔"[42] اس سوال کے جواب میں محدث روپڑیؒ نے ایک طلاق اور تین طلاقوں کے قائلین کے دلائل نقل کرکے قرآن وسنت سے ان میں باہم موافقت کی صورت پیش کی ہے۔

**۳۰۔ نبی معصوم:**

محدث روپڑیؒ کی تالیفات میں اس کا شمار ہوتا ہے جو ایک مختصر رسالہ کی شکل میں طبع ہوا لیکن آج کل دستیاب نہیں ہے۔ یہ رسالہ عیسائیوں کے ایک رسالہ کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ چنانچہ منیجر اخبار "تنظیم اہل حدیث" روپڑیؒ اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

> "یہ ایک مختصر رسالہ عیسائیوں کے ایک رسالہ کے جواب میں ہے جس میں عیسائیوں نے قرآن سے رسول اللہ کا گناہگار ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا پاک دامن ہونا ثابت کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی شفیع بننے کے قابل ہیں نہ کہ کوئی اور۔ اس رسالہ میں عیسائیوں کی اس بات کا جواب دے کر آخر میں دس سوال کئے ہیں جن کا جواب عیسائیوں کے پاس نہیں۔"[43]

---

[41]Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Mirzāʾīyat aur Islām* (Lahore: Idārah Dīnīyāt Jāmiʿ Quds Ahl-i Ḥadīth, 1954), 2.
[42]Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Ṭalāq Thalāthah* (Rūpar, District Ambālah: Idārah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1933), 1.
[43]Muḥaddith Rūparī, *Ṭalāq Thalāthah*,1.

### ۳۱۔مسئلہ تکبیرات العیدین:

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب(36×23)/16 سائز کے 40 صفحات پر مشتمل ہے اور اسے مکتبہ تنظیم اہلحدیث چوک دالگراں نے طبع کیا ہے۔یہ کتاب ایک استفتاء کے جواب میں آپ نے لکھی ہے۔سائل نے محدث روپڑیؒ کے سامنے مندرجہ ذیل تین سوال رکھے ہیں۔پہلے تو ان سوالوں کا اندراج کیا جاتا ہے، بعد ازاں جوابات بالتفصیل مذکور ہوں گے۔سوال پہلا: عیدین کی تکبیرات اصل بارہ ہیں یا چھ ؟سوال دوسرا: اہل حدیث ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین بھی کرتے ہیں، سوال یہ ہے کہ اس کے دلائل کیا ہیں؟اور تکبیرات عیدین کی صحیح تعداد کیا ہے؟اور تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کا ثبوت بھی ضروری ہے۔؟سوال تیسرا: تکبیرات کے درمیان کوئی ذکر بھی ثابت ہے یا نہیں؟اس کا بھی فیصلہ فرمائیں۔سائل: سراج الدین ظفر، کوٹ بیلہ ڈاکخانہ ساہوکے تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ[44] محدث روپڑیؒ کے جوابات: بارہ تکبیرات کی احادیث کے راویوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اصحاب الرسول عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی ذکر کئے ہیں اور مختلف کتب احادیث سے اس کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

اور بارہ تکبیرات کی گیارہ احادیث ذکر کر کے لکھتے ہیں:

> "اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بارہ تکبیروں کو ترجیح ہے۔جس کی کئی وجوہ ہیں: اول یہ کہ بارہ تکبیر کی احادیث بہت ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور صحت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہیں۔دوم یہ ہے بعض ان سے حسن درجہ کی ہیں جو مستقل دلیل ہیں۔اگر دوسری احادیث نہ بھی ہوتیں تو وہ اکیلی ہی کافی تھیں۔"[45]

### ۳۲۔ بکرادیوی:

محدث روپڑیؒ کا تالیف شدہ یہ رسالہ دستیاب نہیں ہو سکا، تاہم ملیجر اخبار "تنظیم اہلحدیث" روپڑ ضلع انبالہ نے اس کا تذکرہ محدث روپڑیؒ کی تالیفات کے ضمن میں بایں الفاظ کیا ہے:"بکرادیوی: جس میں نذر و نیاز لغیر اللہ کی پوری بحث ہے اور وما أهل به لغیر اللہ کی مکمل تحقیق ہے۔"[46]

### ۳۳۔ وراثت اسلامیہ:

وراثت کے موضوع پر محدث روپڑیؒ کی یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔اس کے دو حصے ہیں۔پہلا حصہ (27×17)/8 سائز کے 70 صفحات پر مشتمل ہے جبکہ اس کا دوسرا حصہ اسی سائز کے 86 صفحات کو گھیرے ہوئے ہے۔پہلے حصہ کے مشتملات میں 1۔ترکہ میت،2۔وصیت کی ممنوعہ صورتیں،3۔ورثاء کا بیان،4۔عصبہ کی قسمیں،5۔مانع وراثت،6۔اصحاب الفروض اور ان کے حصوں کا بیان،7۔تشبیب،8۔حجب،9۔طریقہ

---

[44]Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Masʾalah Takbīrāt al-ʿĪdīn* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1961), 33.
[45]Muḥaddith Rūparī, *Masʾalah Takbīrāt al-ʿĪdīn* ,33.
[46]Muḥaddith Rūparī, *Ahl-i Ḥadīth kī Taʿrīf* , 2:240.

تقسیم اور مخارج فروض، 10۔ اور مقاسمۃ الجد وغیرہ مسائل کا تذکرہ تفصیلا کیا گیا ہے۔ جبکہ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں 1۔ ذوی الارحام کا بیان، 2۔ ذوی الارحام کی وراثت کا طریقہ، 3۔ مذہب اہل قرابت اور ذوی الارحام کی وراثت کی ترتیب، 4۔ خنثیٰ کی وراثت، 5۔ حمل کی وراثت کا بیان، 6۔ اور مفقود الخبر کی وراثت کے مسائل اس حصہ کی زینت ہیں۔ محدث روپڑیؒ کی اس کتاب کا ایک اہم اقتباس بطور نمونہ نقل کیا جاتا ہے۔ آپ ترکہ میت کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "میت نے جو مال چھوڑا ہے اسے ترکہ کہتے ہیں وہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ موجود ہو یا کسی کے ذمے قرض۔ اس قرض میں عورت کا مہر بھی شامل ہے جو خاوند نے ادا نہ کیا ہو۔ مہر کے علاوہ عورت کو خاوند کی طرف سے بطور ہبہ وغیرہ یا ماں باپ کی طرف سے جہیز وغیرہ میں کچھ ملا ہوا اس سے جو موجود ہو وہ بھی عورت کے لئے ترکہ میں شامل ہے۔"[47]

**۳۴۔ مسئلہ شرکیہ دم جھاڑا:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب(20×30)/16 سائز کے 32 صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ اس رسالہ کی تالیف کا سبب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مدت سے علماء دہلی کے مابین یہ نزاع چلی آئی ہے کہ بوقت ضرورت شرکیہ دم جھاڑا جائز ہے یا نہیں؟ قائلین جواز پہلے مطلقاً جواز کا فتویٰ دیتے تھے خواہ اکراہ ہو یا نہ ہو۔ لیکن اب وہ اکراہ کی صورت میں جواز کے قائل ہیں۔ اور بعض دیگر علماء کا بھی یہی خیال ہے کہ بصورت اکراہ شرکیہ دم جھاڑا جائز ہے اور بعض کا خیال ہے کہ حالت اکراہ میں بھی شرکیہ دم جھاڑنا جائز ہے۔ چنانچہ فریقین کی تحریریں ہمارے پاس پہنچیں اور اس کے متعلق استفسار کیا۔ چونکہ یہ علماء کی نزاع ہے اس لئے مختصر جواب نامناسب سمجھتے ہوئے مسئلہ مذکورہ پر مفصل بحث کی گئی جو رسالہ ہذا کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہے۔"[48]

شرکیہ دم جھاڑا کو جائز قرار دینے والوں نے سورہ النحل کی آیت نمبر 106 ﴿**من كفر من بعد ايمانه الا من اكره ... الخ**﴾ سے استدلال کیا ہے۔ اس لئے محدث روپڑیؒ نے مختلف تفاسیر قرآن مثلاً تفسیر کبیر، تفسیر خازن، تفسیر ابن کثیر اور تفسیر فتح البیان سے مختلف تفسیری اقوال ذکر فرما کر اس مسئلہ کا صحیح حل پیش کیا ہے، تاہم مختصراً آپ کی اس کتاب کا ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے جس سے اس مسئلہ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

> "اکراہ کے وقت کلمہ کفر بے شک جائز ہے مگر جو صورت لوگوں کے فتنے کا باعث بنے وہ جائز نہیں۔ پس شرکیہ دم جھاڑا کی تاثیر چونکہ دنیا کی گمراہی کا سبب بنتی ہے اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔"[49]

---

[47] Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Warāthat Islāmīyah* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth), 1:1.

[48] Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Masʾalah Shirkīyah Dam Jhāṛā* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1935), 2.

[49] Muḥaddith Rūparī, *Masʾalah Shirkīyah Dam Jhāṛā*, 43.

**۳۵۔ تحقیق التراویح فی جواب تنویر المصابیح:**

یہ محدث روپڑیؒ کی تراویح کے موضوع پر ایک اہم اور منفرد کتاب ہے جو انہوں نے 24 اپریل 1942ء مطابق 23 ربیع الاول 1341ھ کو تالیف کی ہے۔ یہ کتاب (23×36)/16 سائز کے 105 صفحات پر مشتمل ہے۔ تراویح کی تعداد کے بارے میں اہل حدیث اور احناف کے درمیان بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہل حدیث تراویح کی تعداد وتروں سمیت گیارہ رکعات بتاتے ہیں جب کہ عام احناف وتروں سمیت نماز تراویح کی تعداد 23 رکعات بتاتے ہیں۔ لیکن بعض علمائے حنفیہ مثلاً مولانا احمد علی سہارنپوری محشی صحیح بخاری اور مولوی انور شاہ کشمیری (1352ھ۔1933ء) مع وتر گیارہ رکعات کے اقراری ہیں۔ مولانا سہارنپوری لکھتے ہیں:

"إن قيام رمضان سنة إحدى عشرة ركعة بالوتر في جماعة فعله عليه السلام و تركه بعذر"[50]

"بے شک تراویح وتر سمیت باجماعت گیارہ رکعتیں پڑھنا سنت ہے جسے رسول اللہ نے کیا پھر (خوف فرضیت کے) عذر سے چھوڑ دیا۔"

اور کشمیری صاحب لکھتے ہیں: "لا مناص من تسليم أن تراويحه عليه السلام كانت ثمانى ركعات"[51] "یہ تسلیم کرنے سے کوئی چارہ کار نہیں کہ رسول اللہ کی نماز تراویح آٹھ رکعت تھی۔" محدث روپڑیؒ اس کتاب کی تالیف کا سبب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "سیٹھ صاحب ابراہیم حسین (بنگلور) کی طرف سے ہمیں ایک رسالہ موصول ہوا ہے، جس کا نام ہے "تنویر المصابیح فی تحقیق التراویح" اس کے صفحہ ٹائٹل پر لکھا ہے کہ 34 دلائل قاطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ بیس رکعت نماز تراویح باجماعت مسنون ہیں اور آٹھ رکعت تراویح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ اس کے مصنف کا نام لکھا ہے۔ "ابوالناصر عبیدی پھلتی، مظاہری، حنفی"۔ سیٹھ صاحب موصوف اور دیگر احباب نے ہم سے اس کے جواب کی درخواست کی ہے، بلکہ بعض حنفی احباب نے بھی اس سے متعلق استفسار کیا ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس پر کچھ تنقیدی نظر ڈالی جائے۔"[52]

**۳۶ ۔ مسئلہ زیارت قبر نبوی:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (23×36)/16 سائز کے 32 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب بھی ایک استفتاء کا جواب ہے۔ سائل نے زیارت قبر نبوی کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب جذب القلوب کے چودھویں باب سے تیرہ احادیث نقل کر کے محدث روپڑیؒ کو بھیجی ہیں اور لکھا ہے کہ: "عبدالحق محدث دہلوی نے کسی کتاب کا حوالہ درج نہیں فرمایا، لہذا یہ احادیث جو درج ذیل ہیں کس کتاب کی ہیں؟ کس درجہ

(50) Sahārnpurī, Muḥammad Aḥmad ʿAlī, *Ḥāshiyah Ṣaḥīḥ Bukhārī* (Delhi: Nūr Muḥammad, 1938), 1:154.

(51) Anwar Shāh Kashmīrī, *Al-ʿUrf al-Shadhī* (Multan: Fārūqī Kitāb Khānah), 281.

(52) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Taḥqīq al-Tarāwīḥ fī Jawāb Tanwīr al-Masābīḥ* (Lahore: Muḥaddith Academy, 1942), 5.

کی ہیں؟ ان کی صحت کون کون سے علماء نے کی ہے؟ مفصل جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ خدا اجر عظیم دے گا۔" محدث روپڑیؒ سائل کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:"صرف ایک حدیث ہے جس کی صحت عراقی نے تخریج احیاء العلوم جلد اول کے صفحہ 222 میں ابن السکن سے نقل کی ہے جو یہ ہے۔ «من جاء نی زائرا لا تعمله إلا زيارتي كان حقا على االله أن أكون له شفيعا» (یعنی جو میرے پاس محض زیارت کے لئے آئے، کوئی اور مطلب نہ ہو تو اللہ پر حق ہو گا کہ میں اس کا شفیع بنوں) حافظ ابن حجر نے بھی تلخیص کے صفحہ 221 میں ابن السکن سے اس کی صحت نقل کی ہے مگر کہا ہے کہ ابن السکن نے صحیح احادیث کی فصل میں اس کو ذکر کیا ہے یعنی اس کی صحت کی تصریح نہیں کی ہے۔ صرف صحیح احادیث کی فصل میں ذکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن السکن کے نزدیک صحیح ہے اور محدث عبدالحق اور سبکی سے بھی حافظ ابن حجر نے اس کی صحت نقل کی ہے مگر عبدالحق نے بھی تصریح نہیں کی بلکہ اپنی کتاب "الاحکام" میں اس پر سکوت کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالحق کے نزدیک صحیح ہے، ہاں سبکی نے تصریح کی ہے مگر وہ اس حدیث اکیلی کو صحیح نہیں کہتے بلکہ تمام طرق کو ملا کر۔ یہ حافظ ابن حجر کے کلام کا مطلب ہے۔" محدث روپڑیؒ اس روایت کی اصل حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"ابن السکن کا اس کو صحیح حدیثوں میں ذکر کرنا اور عبدالحق کا اس پر سکوت کرنا غلطی ہے۔ کیونکہ اس میں دو راوی ضعیف ہیں۔ ایک مسلمہ بن سالم جہنی دوسرا عبداللہ بن عمر عمری۔ چنانچہ تلخیص الحبیر کے اسی صفحہ میں دو تین سطریں پہلے اس کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر بقدر ضرورت ص 13، 12، 14 میں گزر چکا ہے اور سبکی کا اس کو باعتبار مجموعہ طرق کے صحیح کہنا یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ طرق ملانے کیا ضرورت تھی۔ رہی یہ بات کہ سبکی کا باقی طرق ملا کر صحت کا حکم کرنا درست ہے یا نہیں؟ تو اس کی بابت عرض ہے کہ ابھی ہم نے تفصیل کی ہے کہ ضعف زیادہ ہے اس لئے حسن یا صحت کا حکم نہیں ہو سکتا۔ پھر اس حدیث میں آپ کی قبر وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں، پس اس سے زندگی میں ملاقات مراد ہو گی۔ اس صورت میں اس سے آپ کی قبر کی زیارت پر استدلال صحیح نہ ہو گا۔"[(53)] بہر حال یہ کتاب اپنے موضوع کی ایک منفرد کتاب ہے۔ محدث روپڑیؒ نے اس موضوع پر سائل کی طرف سے پیش کردہ تیرہ روایات کا خوب تحقیقی جائزہ لیا ہے۔

### ۳۷۔ شرعی نظام:

محدث روپڑیؒ کی تالیف شدہ یہ کتاب دستیاب نہیں ہو سکی البتہ آپ کے تلمیذ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی نے اس کا تذکرہ آپ کی تالیف کے ضمن میں کیا ہے۔[(54)]

### ۳۸۔ حج مسنون:

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (30×20)/16 سائز کے 95 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ یعنی "حج کا سنت طریقہ" محدث روپڑیؒ اس کتاب میں حج کے بارے میں بعض ایسی چیزوں کو احاطہ تحریر میں لائے ہیں جو اس موضوع کی دوسری کتب میں موجود نہیں

(53) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Masʾalah Ziyārat Qabr Nabawī* (Lahore: Muḥaddith Academy), 29-30.
(54) Muḥaddith Rūparī, *Ahl-i Ḥadīth kē Imtiyāzī Masāʾil*, 14.

ہیں۔اس کتاب کے چیدہ چیدہ مندرجات حسب ذیل ہیں:"حقیقت حج: حاجی کا تصور، تمنا کو نوشی، حج کی تیاری کا منظر، خوش نصیب حاجی اور بدنصیب حاجی، حاجی کی دعاء کیوں قبول نہیں ہوتی، خلوص نیت، شرک ظلم عظیم ہے، عدالت عالیہ کا فیصلہ، پاک گھر میں پاک ہو کر آؤ، بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں، ترک حج پر وعید، حج عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے، حج کا ثواب، فقر ومحتاج کا علاج، جہاد اور حج، خالص حج کیا ہے، حاجی گناہ سے پاک، حاجی کی سفارش، اللہ کے مہمان اور ان کی شان۔ فضائل حج: زیارت بیت اللہ کی نیت، بیت اللہ کا طواف اور اس کا ثواب، حجر اسود اور رکن یمانی، طواف کی دو رکعت، صفا و مروہ کی سعی، عرفات میں قیام، جمرے مارنے کی فضیلت، قربانی، حجامت بنوانا، طواف وداع۔ مناسک حج: سفر کا مسنون طریقہ، گھر سے روانگی کا عمل، گھر سے نکلنے کی دعا، رخصت کرنے کی دعا، سفر کے وقت وصیت، رخصت کے بعد کی دعا، جنگل کی سواری کی دعا، دریا کی سواری کی دعا، بستی میں داخلہ کی دعا، کسی بستی میں اترنے کی دعا، رات کو کسی مقام پر اترنے کی دعا، سحری کے وقت کی دعا، صبح وشام کی دعائیں۔ حج وعمرہ اور ان کے میقات کا بیان: میقات زمانی، میقات مکانی، حج کی تین قسمیں، کون سا حج افضل ہے، احرام اور اس کے باندھنے کا طریقہ، عورت کا احرام، مرد کا احرام، نیت کے الفاظ، حج کی نیت، تلبیہ کے الفاظ، تلبیہ کب تک جاری رہے۔ ممنوعات احرام، حرام مکہ مکرمہ: حرم کا احترام، حرم میں داخل ہونے کی دعا، مکہ مکرمہ اور مسجد حرام میں داخلہ، مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی دعا، مسجد حرام میں داخل ہونے کی کیفیت، رؤیت بیت اللہ اور اس کی دعا، اصل مسجد حرام اور باب بنو شیبہ، ایک حرم چار مصلے، حکومت سعودیہ کا عظیم کارنامہ، طواف قدوم، طواف وداع، رمل اور اضطباع، طواف بیت اللہ کا طریقہ اور اس کی دعا، حضرت عمر فاروق کا درس توحید، مقام ابراہیم پر دو رکعت، نماز اور دعا، آب زم زم، طواف یعنی سعی صفا مروہ اور اس کی دعا، صفا مروہ کے درمیان کی دعا، عمرہ پورا ہو گیا، حج تمتع والے احرام کھول دیں، حج قران اور افراد والوں کا حکم، یوم الترویہ، منیٰ کو روانگی، منیٰ میں پانچ نمازیں، میدان عرفات، مسجد نمرہ میں نماز، وقوف عرفات، عرفات کی دعا، عرفات سے واپسی، مزدلفہ میں ایک رات، مزدلفہ میں تین نمازیں، مشعر الحرام میں دعا، 10 ذی الحجہ منیٰ کو واپسی، وادی محسر، کنکر کہاں سے اور کتنے اٹھائیں، یوم النحر، طواف افاضہ، آب زم زم، جمرے مارنا، مقام محصب، حج پورا ہو گیا۔ طواف وداع، مکہ مکرمہ میں قبول دعا کے خاص مقامات، واپسی کی دعا۔ متفرق مسائل متعلقہ حج وعمرہ: حج بدل، بچے اور غلام کا حج، قرض سے حج، حج کے مہینے، حج کے رکن، عمرہ دوسرے کی طرف سے، کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے میں نیابت۔ مدینہ منورہ کا مبارک سفر: حرم مدینہ منورہ، مدینے کی محبت، فرشتوں کا پہرہ، مسجد نبوی کی شان، مسجد نبوی میں چالیس نمازیں، روضہ رسول پر حاضری، رحمۃ للعالمین کا پیغام، اُمت کے نام، مسجد قبا، جنت البقیع، جبل احد، مدینہ منورہ سے واپسی۔" یہ ہیں اس رسالہ کی محتویات جن سے محدث روپڑیؒ کی وسعت علمی اور حدیث رسول سے ان کی بے پناہ محبت اور فقہ الحدیث میں ان کی مہارت تامہ کا پتا چلتا ہے۔(55)

(55) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Ḥajj Masnūn* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth), 3-95.

**۳۹۔ تقلید اور علمائے دیوبند:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب(36×23)/16 سائز کے 136 صفحات پر مشتمل ہے۔مولف اس رسالہ کی تالیف کا سبب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"تقلید اور علمائے دیوبند جس میں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا محمود حسن، مولانا مرتضیٰ حسن وغیرہ علمائے دیوبند کی تحریرات (جو انہوں نے اثبات تقلید میں مختلف پیرایہ میں لکھی ہیں) کے محققانہ و منصفانہ جوابات ہیں"[56] اب اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ علمائے دیوبند کی اس سلسلہ کی تحریرات میں تقلید شخصی کا اثبات ہے جبکہ محدث روپڑیؒ نے محققانہ انداز میں اس کا رڈ پیش کیا ہے۔

**۴۰ ۔ نورِ محمدی کی پیدائش:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب(36×23)/16 سائز کے 61 صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں تین مسائل:1۔بشریت انبیاء علیہم السلام 2۔مسئلہ غائب 3۔تصرف اولیاء کے بارے میں سائل کے تین سوالات ذکر کرکے پہلے سوال کا مفصل جواب ذکر کیا گیا ہے اور دو سوالوں کا جواب کسی دوسرے موقع کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔چنانچہ محدث روپڑیؒ سائل کے سوال کی نوعیت ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"خان صاحب کے سوال کے تین حصے ہیں:ایک یہ کہ رسول اللہ بشر تھے یا نہیں؟ دوسرا حیات انبیاء وغیرہ کا مسئلہ، تیسرا انبیاء اور اولیاء کے تصرفات کا مسئلہ۔چونکہ خان صاحب کی درخواست پوری تحقیق کی ہے اس لئے ذرا زیادہ تفصیل مناسب سمجھتے ہیں۔پہلے ہم اول حصہ پر بحث کرتے ہیں باقی دو کسی اور فرصت پر چھوڑتے ہیں۔"[57] اس کے بعد آپ نے عیسائیوں کے غلو اور ملت محمدی کے مدعیوں کے غلو کا مقارنہ پیش کرتے ہوئے فریقین کے دلائل میں توافق ثابت کیا ہے۔اور پھر موضوع حدیث أوّل ما خلق اللہ نوری (یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا) پر مفصل بحث کی ہے۔

**۴۱۔ مسئلہ عُرس وگیارہویں:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب(40×30)/16 سائز کے 56 صفحات پر مشتمل ہے۔آپ نے مولوی محمد شریف نوری کے رسالہ "مسئلہ گیارہویں" کے جواب میں یہ کتابچہ تالیف کیا ہے۔اور محمد شریف نوری کے رسالہ سے صفحہ وار اقتباسات نقل کرکے ان کا رد لکھا ہے۔محدث روپڑیؒ فرماتے ہیں:"مجوزین گیارہویں، "گیارہویں" منانے کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کے وصال کا دن ہے اور یوم وصال منانا جائز ہے۔یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی تائید قرآن و حدیث، تعامل صحابہ اور آئمہ مجتہدین سے نہیں ہوتی۔اگر اسلام میں یوم وصال منانے کی اجازت ہوتی تو حضرت نبی اکرم، حضرات انبیاء کرام کے یوم وصال کی یادگار مناتے یا صحابہ کرامؓ حضرت الانبیاء کے یوم وصال کی یادگار مناتے

---

(56) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Taqlīd aur ʿUlamāʾ Dīyūband* (Lahore: Muḥaddith Academy, 1989), 1.

(57) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Nūr Muḥammadī kī Pedaʾish* (Lahore: Muḥaddith Academy, 1988), 10.

مگر نہ آپ نے ایسا کیا اور نہ صحابہ کرامؓ نے اور نہ ائمہ اسلام ہی نے ایسی یادگار منانے کی اجازت دی ہے بلکہ خود شاہ جیلان نے یوم وصال کی یادگار منانے کو ناجائز قرار دیا ہے۔"(58)

**۴۲۔ سماع موتی واستمداد:**

محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب (36×23)/4 سائز کے 132 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ اس موضوع کی ایک منفرد تالیف ہے۔ اس کے مطالعہ سے محدث روپڑیؒ کی قرآن فہمی اور فقاہت حدیث پر مکمل دسترس اور علم حدیث کی معرفت تامہ کا پتہ چلتا ہے۔ محدث روپڑیؒ نے اس کتاب کے شروع میں ایک مختصر مقدمہ تحریر کیا ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مولوی حسن میاں پھلواری صاحب کی کتاب کا جواب لکھ رہے ہیں۔ چنانچہ محدث روپڑیؒ لکھتے ہیں: "کچھ عرصہ ہوا ایک دوست نے بغرض جواب یہ رسالہ دیا تھا، میں چونکہ قلیل الفرصت ہوں اس لئے اس رسالہ کا مطالعہ کا اتفاق نہیں ہوا چہ جائیکہ جواب لکھتا۔ اس استفسار کے جواب کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ اس رسالہ کا جواب بھی دینا چاہئے تاکہ مسئلہ سماع موتی ومسئلہ استمداد پوری روشنی میں آجائے اور کسی صاحب کو کسی طرح کے کلام کی گنجائش نہ رہے۔"(59) پھلواری صاحب کا رسالہ 1330ھ میں طبع ہوا تھا، اس کی طباعت سے تقریباً 24 سال بعد محدث روپڑیؒ نے اس کے جواب کے لئے قلم اٹھایا اور اس مسئلہ کو روز روشن کی طرح نکھار کر رکھ دیا۔ قارئین کی آسانی کے لئے محدث روپڑیؒ مولوی حسن میاں کے رسالہ سے "پھلواری" کے عنوان سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں پھر "جواب" کے عنوان سے اس کا جواب تحریر فرماتے ہیں۔ اس طرح پھلواری صاحب کا مکمل رسالہ محدث روپڑیؒ کی کتاب میں سما گیا ہے۔ محدث روپڑیؒ کی یہ کتاب 31 مئی 1935ء سے 4 اکتوبر 1935ء تک تنظیم اہلحدیث روپڑ کے ضمیمہ کے طور پر چھپتی رہی۔ بعد ازاں ایک دفعہ کتاب کی صورت میں طبع ہوئی۔ اب تیسری دفعہ جلد ہی اس کا تیسرا ایڈیشن منظر عام پر آرہا ہے۔

**۴۳۔ طیور ابراہیمی:**

محدث روپڑیؒ کی یہ تالیف ایک اشتہار کی شکل میں ہے جو فروری 1922ء میں شائع ہو چکا ہے۔ آج کل دستیاب نہیں۔ آپ نے اس تالیف میں حضرت ابراہیمؑ کے پرندوں کے ذبح ہونے کے بارے میں جو شبہات علماء نے پیش کئے ہیں، ان کا جواب دیا ہے۔ اس کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے محدث روپڑیؒ لکھتے ہیں: "آج کل اس کے متعلق اخبار اہلحدیث میں مضامین نکل رہے ہیں اور پرندوں کے ذبح ہونے کا ثبوت دیا جاتا ہے

(58) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Masʾalah ʿUrs aur Gyarahvīn* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth), 37-38.
(59) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Samāʿ Mawtī wa Istimdād* (Rūpar, District Ambālah: Idārah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1936), 3.

ہمارا بھی ارادہ ہوا کہ ایک مضمون لکھ کر بھیج دیں خاکسار نے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کے لئے اس کو اشتہار کی صورت میں پیش کیا۔"[60] اس مضمون کا آغاز آپ نے قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ سے کیا ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّيَطْمَىٕنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾[61]

آپ لکھتے ہیں: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے احیاء موتی کے مشاہدہ کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چار جانور ذبح کر کے ٹکڑے پہاڑ پر رکھ دے وہ زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے تیرے پاس آجائیں گے۔[62] مزید لکھتے ہیں: "یہ تو آیت کا اصل مطلب ہے لیکن نئے فیشن کے لوگ اسے تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو پرندوں کے ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ کہا کہ جانوروں کو اپنے ساتھ ہلالے پھر پہاڑ پر بٹھا کر بلا۔ وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور اسی طرح کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔"[63]

**۴۴۔ مظہر النکات شرح مشکوٰۃ:**

محدث روپڑیؒ کی یہ تصنیف نامکمل اور غیر مطبوع ہے۔ اس کی تین قسطیں ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور میں مورخہ 25 ربیع الاول 1410ھ (27 اکتوبر 1989ء) 7 جمادی الثانی 1410ھ (5 جنوری 1990ء) اور 4 شعبان 1410ھ کو شائع ہوئی ہیں۔ شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی مدظلہ العالی اس کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں: "زیر نظر مضمون شیخی المکرم حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک طویل و عریض تحریر کا جز ہے جس میں حدیث اِنما الاعمال بالنیات پر مختلف جہات سے نہایت محققانہ، محدثانہ، عالمانہ، فاضلانہ انداز میں علمی نکات اٹھائے گئے ہیں جس کی نظیر قریباً معدوم ہے۔ ماہ اگست میں حضرت الشیخ کی رحلت کو پچیس سال پورے ہو چکے ہیں، افسوس کہ یہ قیمتی بحث آج تک کسی بھی شکل میں منظر عام پر نہ آسکی جبکہ پیاسی دنیا اور متلاشیان حق ہر لمحہ اس قسم کے علمی جواہر پاروں کے محتاج ہیں جو ایک مومن کے لئے روح کی غذا کے علاوہ گوہر نایاب سمجھے جاتے ہیں۔"[64]

اس حدیث کو رسول اللہ سے روایت کرنے والے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لئے محدث روپڑیؒ نے ان کے مختصر حالات، قبول اسلام، زمین و آسمان پر ان کے اسلام کی خوشی، آپؓ کا علم و فضل اور مرویات عمر کو تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد حدیث کے مشکل الفاظ کی

---

(60) Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Ṭayūr Ibrāhīmī* (Rūpar, District Ambālah: Idārah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth), 1.
(61) Al-Baqarah, 2:260.
(62) Muḥaddith Rūparī, *Ṭayūr Ibrāhīmī*,1.
(63) Muḥaddith Rūparī, *Ṭayūr Ibrāhīmī*,1.
(64) *Haft Rozah Tanzeem Ahl-i-Ḥadīth* (October 27, 1989), 7.

صرفی و نحوی تشریح، اس حدیث کی اہمیت، سند حدیث پر بحث اور نیت کا معنی ذکر کیا ہے اور تلفظ بالنیۃ پر چار صفحات میں علمی بحث کی ہے۔ اس کے بعد نیت اور عمل کے باہمی تعلق پر شاندار بحث کی گئی ہے۔

نوٹ: محدث روپڑیؒ کی بعض کتابیں آج کل دستیاب نہیں ہیں۔ البتہ آپ کے شاگرد مولانا محمد صدیق سرگودھوی نے ان کا تذکرہ آپ کی تالیفات کے ضمن میں کیا ہے۔

**۴۵۔ ارشاد الوریٰ فی التحجیج فی القریٰ (عربی)**

**۴۶۔ رسالہ نیت نماز اور وتر**

**۴۷۔ نکاح شغار**

**۴۸۔ نکاح و نسوانیت۔**[65]

اللہ تعالیٰ آپ کے اس علمی و تحقیقی کام کو قبول فرمائے اور اسے آپ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

**تجاویز و سفارشات**

1. **تحقیقی کام کا فروغ:** حافظ عبد اللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور علمی خدمات پر مزید تحقیق کے لیے جامعات اور تحقیقی ادارے خصوصی منصوبے شروع کریں تاکہ ان کے علمی ورثے کو بہتر انداز میں محفوظ کیا جا سکے۔
2. **تصانیف کی اشاعت:** ان کی محفوظ شدہ کتب اور مخطوطات کو جدید تحقیق کے اصولوں کے مطابق شائع کیا جائے تاکہ نئی نسل کو ان سے استفادہ حاصل ہو سکے۔
3. **دور حاضر سے تطبیق:** حضرت محدث روپڑی کے اجتہادی نظریات اور فتاویٰ کو عصر حاضر کے مسائل پر لاگو کرنے کے لیے تحقیقی مطالعہ کیا جائے تاکہ موجودہ دور کے پیچیدہ مسائل کے حل میں رہنمائی مل سکے۔
4. **ادارے کا قیام:** ایک مستقل تحقیقی مرکز یا ادارہ قائم کیا جائے جو محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات کو جمع کرنے، ان پر تحقیق کرنے اور ان کی اشاعت کا کام انجام دے۔
5. **کانفرنسز اور سیمینارز:** محدث روپڑی کی علمی خدمات کو اجاگر کرنے کے لیے قومی اور بین الاقوامی سطح پر کانفرنسز اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے۔
6. **تعلیمی نصاب میں شمولیت:** مدارس اور جامعات کے نصاب میں ان کی تصانیف اور افکار کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ ان کے علمی اور اجتہادی اصولوں سے واقف ہو سکیں۔

---

(65) Muḥaddith Rūparī, *Muhaddith Rūparī aur unke Khāndān ke Mukhtasar Ḥālāt ,Malḥaq Bah Fatāwā-yi Ahl-i Ḥadīth*, 1:21-22.

7. **ترجمہ اور تشریح:** ان کی اہم کتب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جائے تاکہ عالمی سطح پر ان کے افکار اور نظریات کو سمجھا جا سکے۔

8. **ڈیجیٹل تحفظ:** حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتب اور مواد کو ڈیجیٹلائز کر کے آن لائن پلیٹ فارمز پر دستیاب کیا جائے تاکہ دنیا بھر کے محققین ان تک رسائی حاصل کر سکیں۔

یہ سفارشات ان کے علمی و فکری ورثے کے تحفظ اور فروغ کے لیے عملی اقدامات کی بنیاد بن سکتی ہیں۔

**خلاصہ بحث**

حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی اجتہادی صلاحیتوں سے نوازا تھا، جن کے ذریعے آپ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے نکات اخذ کرتے اور موجودہ حالات پر ان کا انطباق فرماتے۔ آپ کا انداز بیان نہایت سادہ، عام فہم اور مدلل تھا جو براہ راست دلوں پر اثر کرتا تھا۔ آپ کی تصانیف میں اسلوب بیان کی سادگی اور جامعیت نمایاں ہے، جہاں مختصر الفاظ میں گہری اور وسیع معانی کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ قرآنی آیات سے بھرپور استدلال کرتے اور مسائل کو مضبوط دلائل کے ساتھ پیش کرتے تھے۔ اگرچہ فقہائے احناف کے بارے میں کبھی سخت لہجہ بھی اختیار کرتے، لیکن کئی مواقع پر ان کی کتب فقہ سے دلائل لے کر اپنے فتاویٰ کی تائید کرتے۔ آپ کے علمی طرز فکر کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اختلافی مسائل پر تحقیق سے مطمئن نہ ہونے کی صورت میں واضح اظہار کرتے۔ حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و فکری خدمات، اجتہادی صلاحیت، اور منفرد اسلوب نے آپ کو برصغیر کے عظیم علمی شخصیات میں ممتاز مقام عطا کیا۔ آپ کی تصانیف آج بھی امت مسلمہ کے لیے قیمتی سرمایہ ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## **Bibliography / کتابیات**


* Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Daryāt Tafsīrī* (Amritsar: Maṭbaʿ-i Sṭīm Preś, n.d.).
* Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Ahl-i Sunnat kī Taʿrīf* (Fatehpur, Delhi: Markanṭāyl Parnṭing Preś, n.d.).
* Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Ahl-i Sunnat kī Taʿrīf* (Fatehpur, Delhi: Markanṭāyl Parnṭing Preś, n.d.).
* Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Ahl-i Ḥadīth kī Taʿrīf* (Rūpar, District Ambālah: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1933).
* Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Fatāwā-yi Ahl-i Ḥadīth* (Sargodha: Idārah-yi Aḥyāʾ-i Sunnah-yi Nabawīyah, 1973)
* Muḥaddith Rūparī, Ḥāfiẓ ʿAbdullāh, *Radd-i Badāʿat* (Lahore: Maktabah Tanẓīm Ahl-i Ḥadīth, 1975).